ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ کتاب ہذا مشتمل کیفیت خرق عادات و کرامات مع ملفوظات جناب
امام الاولیا حاجی الحرمین الشریفین سیدی سندی حضرت سید وارث علی شاہ صاحب
ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم

عین الیقین

مولفہ جناب سید عبد الاحد شاہ صاحب متخلص بہ تحیر بہ تصحیح تمام و جہد
مالا کلام جناب مولوی علی کریم صاحب بازید پوری دام مجدہ

باہتمام شیخ نظام علی

مطبع شمر فیر پریس بہار [illegible] طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درراه تو فکر من بجائے نرسید	اکنجا زمن و فکر لسان نیست پدید
من کیستم و فکر کجا راه تو کو	حقا که خیالیست همه گفت و شنید

جل جلالہ و عم نوالہ والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ و آلہ و اصحابہ و
اہلبیتہ و ذریاتہ اجمعین ۔ **عین الیقین** اس کتاب کا نام محض اس
کتاب کے خیال سے نہیں رکھا گیا ہے بلکہ امر واقعی یہ ہے کہ جو کچھ میں نے
اسمیں لکھا ہے وہ درجہ عین الیقین میں ہے اس کتاب کے تین حصے ہیں
پہلا حصہ جناب حضرت امام الاولیا حاجی الحرمین سید وارث علی شاہ صاحب
مدظلہ کے حالات میں ہے دوسرا حصہ آپکی خرق عادات و ذکر کرامات میں ہے
تیسرا حصہ آپکی ملفوظات میں ہے فدعوا من اللہ ان یتم بوجہ الخیر لانہ نعم المولی
ونعم النصیر ۔ مولف ہذا المفتقر الی اللہ سید عبد الاحد شاہ

اول در حالات سید العارفین سلطان السالکین بحر وادی توحید و تجرید جناب حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب ظلہ العالی

آپکا مولد خاص قصبہ دیوٰے ہے جو لکھنؤ سے پورب اور اوتر کے گوشہ پر دس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے بہت عجب مردم خیز قصبہ ہے ابتدا سے یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ ہمیشہ یہان ایک نہ ایک کوئی ولی اللہ ہوتا آیا اور اکثر آدمی یہان ذی کمال ہوتے آئے اب اس قصبہ کی آبادی جیسی چاہیے ویسی نہین ہے مگر بایں ہمہ ایسا ویران بھی نہین ہے سنہ ۱۲۳۸ھ مین آپکی ولادت ہوئی آپ کے والد ماجد جناب حضرت سید قربان علیشاہ صاحب اوس قصبہ کے رئیس اعظم تھے آپ ہی کے بزرگان دین کی حکومت اوس قصبہ پر برابر رہی آپ اولاد علیؑ اور بنی فاطمہؑ سے ہین چنانچہ اسکی کیفیت نسب نامہ سے معلوم ہوگی۔

نسب نامہ جناب حضرت امام الاولیاء الخ

بیا خامۂ نطق رنگین بیان — بنام علی سر کنم داستان
شہ دین و دنیا سے والامقام — علیک الصلوٰۃ علیک السلام
چہ رانم سخن در مناقب ازو — کہ لرزد زبانم دم گفتگو
برآمد ازان نخل لطف و کرم — سہی سرو آزاد خیر الامم
روان بخش روح روان نور عین — دُر تاج فخر نبوت حسینؑ
برآمد ازان بحر جود و سخا — سر چشمۂ فیض اہل ولا
شہ اورنگ خلد برین — امام جہان سید الساجدینؑ

نتائم گهی بر زبان نام راند
شده باقر از زین عابد عیان
از و جعفر صادق آمد پدید
شگفته دیگر زین گل افتخار
وزین گشت سرو دیگر در شهود
شده زان چو سید علی با رضا
ازان سید مهدی پیدا چو گشت
از و سید جعفر دین پناه
بفرزندیش بو محمد رسید
برآمد ازین نخل شاخ دگر
از و گشت پیدا محمد زمان
برآمد ازین گوهر شاهوار
شده سید عزّ دین آشکار
نوید مسرت صبا چون رساند
برآمد ازین شاه والا نژاد
وزان عبد واحد شده بیگمان
شد از زین چو سید عمر آشکار
برآمد ازان شاه سید عمر
برآمد از و سید عبد الاحد

که تا عمر در حجه بیماره
دلیل هدایت امام جهم
گل عشرت شاه مردان دمید
بموسی کاظم شده نام دار
که با قاسم حمزه مشهور بود
گرفته جهانی ره التفا
معطر از و گشت صحرا و دشت
بگردید پیدا خداوند جاه
علی عسکری گشت از و پدید
شده با ابو القاسم آن شهر
بمحروق نامی شده در جهان
چو اشرف ابو طالب نامدار
بگلزار حیدر رسیده بهار
علاء دین اعلی بزرگش بخواند
جلیل القدر سیدی عبد الاد
بگردید زو عالمی کامران
شده شاه زین عابدین فهمی وفا
دیگر مالک بحر علم و هنر
کسی کم ازان هم بالفر

وزان گشت سید احمد شده جلوه گر | نماند کسے غیر حق در نظر
شده چون کرم الله از وی پدید | نوید مسرت دیگر در رسید
برآمد ازان شه سلامت علی | حق آگاه سر خفی و جلی
وزان گشت قربان علی خود حشم | ربود او ز قلب جهان درد و غم
ازین شاخ طوبی شه لافتی | برآمد دیگر معنی هل اتی
جناب شه دین وارث علی | حبیب خدا فخر دور و ولی
ازان رو که خواب ست اندرش جا | چو سرو جهان آمد ازاو آن
بذکرش قلم رنگ دیگر گرفت | پس از عمر بارے گل تر شگفت
بوصفش حبیب راقم سخن بر زبان | که زینت نگین اوست جمله جهان
ندانیم حرفے دیگر جز دعا | که بر من بمان سایه افگن شها
دمی پرده افگن ز رخ جان جان | که سوزد حجاب زمین آسمان
بشرک خفی مبتلایم شاه | بفریاد رس ای شه دین پناه

غرض آپ کے ایام طفولیت ہی مین آپ کے ماں باپ نے انتقال فرمایا پھر آپکی متکفلہ آپ کی جدہ مکرمہ ہوئین نہایت محبت اور شفقت سے آپکی خدمت فرماتین جب آپ پانچ برس کے ہوئے تو آپکا مکتب ہوا آپ نے پڑہنا شروع کیا مگر پڑہنا کا سے سکو تھا جس خیال مین تھے اوسی خیال مین محو رہتے اوستاد اکثر کہا کرتے کہ صاحبزادے محنت نہین کرتے ہو آخر کیا نتیجہ ہوگا آپ فرماتے کہ میاں صاحب مجھے تو یاد ہے چنانچہ ایکروز کا ذکر ہے کہ آپ کے معلم نے آپ سے بزجر و توبیخ آموختہ سننا چاہا آپ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ جہاں سے حضرت معلم پوچھتے آپ سنا دیتے

اوسکو برابر فرماتے جاتے تھے حتی کہ جناب معلم صاحب سخت گھبرائے اور فرمانے
کہ اسوقت تک ایسا لڑکا میری نظروں سے نہیں گذرا ایک اور صاحب بزرگ جو
وہاں موجود تھے فرمانے لگے کہ میاں صاحبزادے کو کچھہ کہا کیجیے غضب ہو جائیگا
جو کہیں آپ سے بے ادبی کی لڑکپن ہی سے آثار ولایت پیدا تھے جب آپ سات
برس کے ہوئے تو آپکے مزاج میں وحشت زیادہ پائی جانے لگی اکثر میدانوں میں ٹہلا
کرتے اور شبکو ستاروں کو دیکھا کرتے رات رات بھر اسی تماشے میں بسر فرماتے
اور جب کوئی مدینہ کا نام لیتا تو آپ نعرہ مار کر بیہوش ہو جاتے اضطراب اسدرجہ کو تھا کہ
کبھی ایک جگہہ تشریف نہیں رکھتے سو یہ حال اب بھی ہے آنکھوں کی نگاہ کی کیفیت یہ تھی
کہ اگر کسی جانب بہر نظر ملاحظہ فرماتے تو لوگ بدہوش ہو جایا کرتے سو یہ کیفیت اب نہیں
ہے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے جو جناب حضرت سید خادم علیشاہ عارف باللہ سے معتقدہ تھیں
جناب شاہ صاحب سے پوچھا کہ صاحبزادے کی واقعی یہ کیا کیفیت ہے کوئی کہتا ہے
کہ جنون ہے کوئی کہتا ہے کہ جن کا بکھیڑا ہے کوئی کہتا ہے کہ عاشق مزاج ہیں آخر
کیا اسکو سچ فرمائیے جناب شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہہ لڑکا ولی مادرزاد ہے ابتدا
سن میں یہ عالم ہے آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اندیشہ کی بات نہیں دس برس
آپ کی حالت اور بھی زیادہ ہوئی جب شب و روز بے چین رہنے لگے تو جناب سراپا
آفتاب خدا آگاہ حضرت سید خادم علیشاہ نے آپ کو لکھنؤ طلب کیا اور آپ کا
بیعت لیکر ظاہر تربیت اور تعلیم میں جیسا چاہیے کوشش فرمانے لگے نقل ہے
کہ ایک دن جناب حضرت سید خادم علیشاہ صاحب جناب اکبر شاہ صاحب کے مکانات
کو تشریف لے گئے اوسوقت جناب امام الاولیا بھی آپ کے ساتھہ تھے لوگوں کا

پاس جناب اکبر شاہ کی طرف قطب الوقت ہونیکا تھا دہ دور سے آدمی اونکی
[illegible] کو آئے آپ پچھم کے رہنے والے تھے اون دنون شہر لکھنؤ مین قریب
مسجد چوک کے مقیم تھے جوقت نظر جناب شاہ صاحب کی جناب امام الاولیا پر
پڑی فوراً گلے لگالیا اور فرمایا کہ صاحبزادے ولی مادرزاد ہین اب کوئی ایسا
ہزار برس تک اس ملک مین پیدا ہوگا سراپا نور ہی نور ہے جو اس کالبد خاکی
مین پنہان ہے روی زمین کی ولایت اسیکے ہاتھ مین ہوگی اور تمام روی زمین
اسکی اطاعت کریگی وسعت ہے اور بھی جناب حضرت سید خادم علیشاہ صاحب توجہ
ولی مرعی فرمانے لگے جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو کل طالبو کو جناب
ناکر تعلیم وتلقین فرمائی اور کلمہ توحید فرماتے ہوئے راہی ملک بقا ہوئے
انا للہ وانا الیہ راجعون آپ نے سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین ۱۴ ماہ صفر کو انتقال فرمایا
آپ کا مزار لکھنو مین گولہ گنج کے متصل ہے آپ کے جنازہ کے ساتھ لاکھون آدمیون
کا ہجوم تھا علمائے فرنگی محل اور تمام اراکین سلطنت موجود تھے آپ کی تجہیز
تکفین کے ساتھ ضرب توپ کی ہوئی بروز سیوم بنظر فاتحہ خوانی جب آدمی جمع
ہوئے اوسوقت داروغہ کارخانجات حضرت سلطان اودہ جو جناب غفران مآب
حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے معزز مریدون مین تھا ایک دستار جسکو
زمانہ ایک [illegible] کشتی مین لاکر لوگون کے سامنے رکھا اور حاضرین مجلس کیطرف
[illegible] ہوکر کہا کہ آپ لوگ جسکو قابل اسکے سمجھین اوسکو قائم مقام جناب علیہ الرحمۃ
کا فرمائین جناب فضیلت مآب سید سعادت علی بن سید محمود مفتی (?) بن حضرت
غوث گوالیری رضوان اللہ علیہم اوٹھے اور اوٹھکر دستار زیب سر کیا

جناب امام الاولیا حضرت سید وارث علیشاہ صاحب کے فرمایا بحسب اتفاق جناب
اکبر شاہ صاحب موصوف الصدر اور جناب امید علیشاہ صاحب بھی اوس جلسہ مین
تشریف رکھتے تھے آپ بھی اوس رسم دستاربندی مین شریک ہوے اور بسم اللہ
پڑہکر دستار سر مبارک پر آپکے باندھی اوسوقت سن آپکا چودہ ۱۴ برس کا تھا آپ
نعمتون سے مالامال ہوکر دیوے تشریف لائے چونکہ آپکو کمال اشتیاق زیارت روضہ
مبارک نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا اور نہایت درجہ کو حج کی تمنا تھی
آپ نے قصد کعبہ کا فرمایا اوسی شبکو عالم رویا مین اپنے پیر و مرشد کو دیکھا کہ
آپ سفر کی اجازت دیتے ہین پھر اوسوقت سے اور بھی شوق زیارت مدینہ و کعبہ نے
بے چین کر رکھا الغرض از تاریخ ربیع الثانی ۱۲۵۳ ہجری مین آپنے حج کا قصد
کیا پہلے روضہ شریفہ پر اپنے پیر و مرشد کے حاضر ہوئے پھر وہان سے رخصت ہوکر
تمام اعزہ واقربا سے رخصت ہوئے اور روانہ بیت اللہ ہوئے شہر بشہر سیاحت
فرماتے قصبہ شکوآباد مین رونق افروز ہوئے اور ایک ہفتہ کے لئے وہان اقامت
فرما ہوئے وہان کے رہنے والے اکثر دولت بیعت و ارادت سے مشرف ہوے
بعد ایک ہفتہ کے آپ نے آگے جانیکا قصد فرمایا پھر قصبہ فیروزآباد مین
رونق افروز ہوئے اور پھر وہان سے فتحپور سیکری پھر وہان سے ہرداول جو ریاست
جے پور کے متصل ہے پھر وہان سے جے پور اسیطرح قطع منازل فرماتے تشریف
لے چلے جس مقام پر آپ تشریف لیجاتے صدہا خلقت دولت بیعت سے مشرف
ہوتی جب آپ جے پور تشریف لے گئے تو والی ملک راجہ سنجت سنگہ کو آپ کی
تشریف آوری کی خبر معلوم ہوئی وہ نہایت مشتاق ملازمت کا ہوا آخر

ایک دن حاضر خدمت ہوکر عرض کیا کہ میری بھی دعوت قبول فرمائیے آپنے قبول
کیا غرض کمال تکلف سے اوس راجہ نے دعوت کی جیسلے وقت اوسکی بھی دولت بیعت سے
مشرف ہوئی پہر آپ بعد انقطاع منازل اجمیر شریف پہونچے بحسن اتفاق اونہی دنون
مین عرس جناب قطب الاقطاب خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی
علیہ الرحمۃ کا تہا آپ بھی شریک جلسہ مشایخ ہوئے جسوقت حضار بزم کیطرف
آپنے توجہ کی تمام آدمیون کے بدن مین لرزہ ہوگیا اور سب کے سب نالہ و زاری
کرنے لگے ایک کو خبر دوسرے کی نہ رہی دیر تک اس کیفیت مین بیہوش رہے
جب لوگونکو ہوش ہوا تو سب کے سب معتقد ہوگئے باصرار آپنے ایک ہفتہ وہان قیام
فرمایا اوس مجمع مین مسماۃ بی بی عبد اللہ سنگ تراش کی بیٹی بھی حاضر تھی وہ
آپ کے جمال باکمال کو دیکھکر بیہوش ہوگئی دوسرے روز اوسکو لوگ لے آئے
آپ نے اوسکی بیعت لی پہر اوس لڑکی نے ترک لباس کیا اور گھربار چھوڑ کر
ہمراہ رہین جہان آپ نے فرمایا تنہا بیٹھی تہین آپنے زبان مبارک سے فرمایا کہ بیبی
اللہ والی کے نام سے مشہور ہوئی جل جلالہ و عم نوالہ پہر یہان آپ تشریف لیچلے
اور رفتہ رفتہ شہر ناگپور مین دار الحکومت راجہ جودہ پور سے رونق افروز ہوئے
مولوی حسین بخش صاحب پیرزادہ رئیس ناگپور آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور کمال عجز
اور توقیر سے آپکو اپنے مکان پر لے گئے اور دعوتین کین پہر آپ بعد طے
مراحل قصبہ میرٹہ اور کوچڑا لا رونق افروز ہوئے یہان بہی صدہا آدمی دولت
بیعت سے مشرف ہوئے جو آپکو دیکہ پاتے تھے بیتابانہ آپکی طرف کھنچ آتا جدھر
تشریف لیجاتے خلقت پروانہ وار جان نثار ہوجاتی اسوقت تک بہی عالم

ہے آج بھی جسکی طبیعت چاہے دیکھ لے الغرض بعد انقطاع مسافت گجرات تشریف
لے گئے پھر وہاں سے پیران پٹن اور احمد آباد تشریف ارزانی فرمایا اور دو مہینے
قیام فرما کر شہر بھکر تشریف لائے بعد زیارت مزار حضرت فرید و شاہ ابراہیم بھکری
سورت کیطرف تشریف لے گئے آخر الامر بمبئی رونق افروز ہوئے یہاں بھی بہت
سے لوگ آپکے مرید ہوئے چنانچہ میان یعقوب جان و یوسف و ذکریا سیٹھ آپ ہی کے
مریدین ان بمبئی سے بسواری جہاز کعبۃ اللہ تشریف لیچلے چلتے وقت آپنے
کھانے پینے کی کچھ فکر نہ کی اور متوکلا علی اللہ سوار ہو گئے تین دن تک آپنے
کچھ کھایا پیا نہیں کہ یکایک چوتھے دن خود بخود جہاز چلنے سے رک گیا محمد تقی
نامی ناخدا نے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جہاز کچھ نقصان ہو گیا ہے اب
موت سے مفر نہیں اس خبر کے سنتے ہی لوگوں کے چہرے زرد ہو گئے جب رات آئی
تو محمد ضیاء الدین تاجر نے جناب حضرت سرور کائنات کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے
ہیں کہ تو تنہا کھاتا ہے اور ہمسایہ کی خبر نہیں لیتا فوراً وہ خواب سے بیدار ہوا اور
خیال کیا کہ اس جہاز پر کوئی ولی اللہ ہے جسکی اطلاع حضور سے ہوئی ہے آخر
اوسنے سوچکر یہہ صلاح کی کہ صبح کل اہل جہاز کی دعوت کرنی چاہئے چنانچہ ویسا ہی کیا
اور سب کے سب کھانے میں شریک ہوئے مگر آپ تشریف نہیں لے گئے جہاں تھے
وہاں سے ایک قدم باہر نہیں رکھا جب دوسری رات آئی پھر اوسنے خواب دیکھا کہ
ارشاد ہوتا ہے کہ تو تنہا خوار ہے پس یہہ خواب دیکھتے ہی چونک پڑا اور دل
میں کہا کہ کوئی ایسا صاحب شکوہ ہے جو شریک ہونے سے عار رکھتا ہے
پس اوس تاجر نے پھر تمام اہل جہاز کی دعوت کی اور نہایت عمدہ عمدہ

کھانے پکوائے اور اپنے سامنے لوگون کو کھلوانا شروع کیا جب لوگ جمع ہو چکے
تو وہ خود تہہ خانہ کیطرف اس تلاش مین آیا کہ دیکھون اب تو کوئی باقی نہین
اتفاقاً آپکے چہرہ اقدس پر اوسکی نظر پڑی پس دیکھتے ہی محو جمال باکمال ہوا
اور قدمون پر گر کر معذرت چاہی آپ بپاس خاطر او بمقتضای اخلاق حمیدہ چند لقمے تناول
فرمائے جب تاجر اپنی جگہ پر گیا تو یکایک جہاز چلنے لگا اوس روز سے اوس تاجر کا
معمول ہو گیا کہ کوئی کھانا بغیر آپکے تحسین کھاتا تا آخر الامر آپ عدن پہونچے
اور وہان سے سیر و سیاحت فرماتے ۲۹ شعبان کو کعبہ شریف پہونچے تا ایام
حج کعبہ مین آپ نے تشریف رکھا بعد حج کے جب آپ نے مدینہ منورہ کا قصد کیا تو
تاجر سابق الذکر نے عرض کیا کہ مجھے بھی سعادت ہمرکابی سے محروم نہ کیجئے چنانچہ
وہ تاجر بھی آپکے ساتھ روانہ ہوا جس وقت آپ روضہ مبارک حضرت سرور کائنات
پر تشریف لے گئے بے تابانہ آپنے سلام اور درود پڑھنا شروع کیا پھر آنحضرت
آپ کے قدمبوس ہوا اور آپکی دعوت کرنے لگے الغرض آپ تین برس مدینہ منورہ
مین رہے اس اثنا مین صد ہا عرب آپکے مرید ہوئے جب زیارت روضہ منورہ حضرت سرور کائنات
سے فارغ ہوئے تو آپکو تمنائے زیارت نجف اشرف نے بے چین کیا پھر آپ
نجف اشرف ہوئے اوس چالیس دن کی راہ کو کمال شوق اور غایت تمنا مین آپنے
تھوڑے ہی دنون مین طے کیا اور زیارت روضہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مشرف ہو کے
تھوڑے دن آپ نے وہان بھی تشریف رکھا پھر آپنے کربلائے معلی کا قصد کیا بعد
انقطاع مسافت کربلا تشریف لائے اور زیارت روضہ منورہ جناب حضرت
مشرف ہوئے پھر آپنے مشہد مقدس کا ارادہ کیا آخر الامر وہان بھی تشریف لے گئے

زیارت روضہ منورہ حضرت امام موسی رضا علیہ السلام سے مشرف ہوئے بعد
ان سب زیارتوں کے اطراف عرب اور عجم میں برابر کئی سال سیر و سیاحت فرماتے رہے
اور ہر سال زیارت مدینہ اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوا کئے اسی درمیان میں آپ سنگلدیپ
بھی تشریف لائے اور زیارت روضہ منورہ حضرت آدم علیہ السلام سے مشرف ہوکر
پہر سیر و سیاحت فرماتے ملک حبش تشریف لیگئے اور چند روز وہان تشریف رکھکر پہی
تشریف لائے پہر یہان سے شہر بشہر منزل بمنزل سیر فرماتے اندور اوجین بجنور گڑہ
ٹونک وغیرہ سیر کرتے ہوئے اجمیر تشریف لائے جہان جہان آپ تشریف لیجاتے
صدہا خلقت دولت بیعت سے مشرف ہوتی جاتی بحسب اتفاق اوندنون جو آپ
اجمیر تشریف لائے وہی زمانہ عرس کا جناب سراج العارفین خواجہ خواجگان قطب مین و
زمان خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے تھا آپ پابرہنہ جانب روضہ انور تشریف لیچلے
نعلین چرمی آپکے ہاتھ میں تھی ایک آزاد فقیر نے آواز دی کہ صاحبزادے کہان رہتے ہو آئے
ہو اور یہہ روٹی کہان سے لیتے آئے ہو آپنے اوس نعلین کو اوس فقیر کیطرف پہینک دیا
اور فرمایا کہ بھوکے ہو تو کھالو پہر اوس تاریخ سے آپ نے جوتا وغیرہ نہ پہنا اور جس روز سے
کہ آپ نے حج کے لئے اول احرام باندھا پہر کرتہ وغیرہ نہ پہنا چنانچہ اسوقت تک آپکا
لباس ایک احرام ہے جسکو تہمت کہتے ہین اوسیکو آپ باندھتے بہی ہین اور اوڑھتے
بھی ہین القصہ آپ بعد حصول زیارت طے منازل فرماتے لکھنؤ تشریف لائے بعد ایک
ہفتہ کے لکھنؤ سے دیوے تشریف لائے اور لوگونکو دولت ملازمت باسعادت سے
مشرف اور ممتاز فرمایا تھوڑے دن تک آپ دیوے شریف رہے پہر لکھنؤ تشریف لے
گئے ابھی لوگونکو آپ کی ملازمت سے سیری نہوئی تھی کہ پہر آپ کا قصد حج بیت اللہ کا

ہو گیا ۲۱ تاریخ ربیع الثانی کو سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین پھر بیت اللہ روانہ ہوئے
بعد طے منازل و مراحل بمبئی رونق افروز ہوئے پھر جہاز پر سوار ہوئے جب جدہ پہونچے
تو وہان سے پیادہ پا روانہ ہوئے رفتہ رفتہ آپ مکہ معظمہ تشریف لائے
اہل مکہ معظمہ جو زمانہ سے مشتاق زیارت تھے سب کے سب حاضر ہوئے غرض اس دفعہ بہتیرے
لوگ آپ کے مرید ہوئے بعد حصول حج آپ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے تو وہان روضہ
مطہرہ حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ و حضرت سلیمان و حضرت موسیٰ
علیہم السلام کی زیارت سے مشرف ہو کے پھر واپس جب جدہ وقت فرمائی تو زمانہ حج
کا قریب تھا پھر آپ نے حج کیا بعد حج کے آپ نے وطن کا قصد کیا سنہ ۱۲۵۹
ہجری مین سیر و سیاحت فرماتے ہوئے قصبہ دیوے تشریف لائے اس دفعہ بعد تشریف
آوری امام الاولیا کے آپ کے اکثر اقربا کو آپ کی شادی کا خیال ہوا چنانچہ حاجی
اعظم علی صاحب نے باصرار تمام چاہا کہ اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کردین آپ نے یہ آیت پڑھی
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ
اور دوسرے دن لکھنؤ تشریف لے گئے اور وہان تھوڑے دن رہکر باتفاق ایک
دوستون کے عازم بیت اللہ ہوئے بعد طے منازل و مراحل آپ مکہ معظمہ پہونچے
بعد فراغ حج بیت اللہ آپ شامل قافلہ روم کے ہو کر روم کی طرف تشریف لیگئے
شہر قسطنطنیہ مین پہونچکر عبد اللہ صاحب کے یہان آپ نے قیام فرمایا عبد اللہ
صاحب نے آپ کی بڑی دھوم سے دعوت کی اور آپکا مرید ہوا ایک دن کا ذکر ہے
کہ عبد اللہ صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ یا حضرت مین بادشاہ فلک بارگاہ
کا نوکر ہون اور مجھے خانہ باغ کی خدمت سے جو متعلق مکانات سلطانی ہے

نہایت دلچسپ وہ باغ ہے اگر آپ تشریف لیجائین اور وہان سیر فرمائین تو غالباً آپ
بہت خوش ہون آپنے فرمایا اچھا چنانچہ آپ اوس خانہ باغ مین تشریف لے گئے اور سیر
فرمانے لگے ناگاہ سلطان روم یعنی سلطان عبد المجید بھی وہان تفریحاً تشریف لائے
جسوقت آپ کی نظر سلطان عبد المجید کے اوپر پڑی سلطان روم کا دل ہاتہون سے
جاتا رہا اور بے اختیار دوڑ کر آپ کے گلے مین لپٹ گئے اور بمنت بارگاہ سلطانی
مین آپ کو ساتھ لے گئے ایک ہفتہ تک مہمان رکھا اسی درمیان مین سلطان مشرف
بہ بیعت ہوے پھر تو جوق جوق لشکر آتا جاتا تھا اور لوگ دولت بیعت سے مشرف و ممتاز
ہوتے جاتے تھے عبد اللہ حاجب کو سلطان نے اس صلہ مین کہ جناب امام الاولیا سے
ملاقات کرائی انعام اور خلعت عطا کیا القصہ تھوڑے دن بعد آپنے سلطان
سے رخصت چاہی بہزار مشکل سلطان نے رخصت کیا پھر آپ کعبۃ اللہ تشریف لائے
بعد زیارت خانہ کعبہ آپ عازم مدینہ منورہ ہوے اثنا راہ مین ایک درویش سے
ملاقات ہوئی جو آپکا مدتون سے منتظر تھا اوسنے آواز دی کہ بابا بہت دیر کی
ادہر آؤ آپ اوس درویش کے پاس گئے اوس فقیر نے انکے زانو سے تکیہ کیا اور
کچھہ باتین راز و نیاز کی کین اور راہی ملک بقا ہوا اوسوقت سے آپ کی جذب کی
کیفیت ہوگئی پھر اوس قصبہ والونکو جہان وہ درویش رہتا تھا خبر ہوئی لوگ آئے
اور تجہیز و تکفین کرکے اپنے اپنے گہر چلدئے ہرچند لوگون نے بہت کچھہ آپ سے کہا مگر
آپکو ہوش کب تھا آپ کسیطرف ملتفت نہوے اور ایک جنگل کیطرف نکل گئے
ایک سال آپکی یہ کیفیت رہی جب آپ کو ہوش آیا تو ملک شام کیطرف تشریف لے گئے
وہان لوگون کی زبانی بیر الالم کی حقیقت سنی کہ وہان سوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کوئی اسوقت تک نہین گیا ہے یہہ سب قصے سنکر آپ کو بڑا اشتیاق ہوا غرض
اوسکی تلاش مین چلے اوس مقام پر جسکو بیت الالم کہتے ہین تشریف لے گئے وہان کے
عجائب و غرائب حالات دیکہتے بہالتے اوس مقام مین پہونچے جہان عبد الرحمن سلطان
جن کا تہا اوسنے جو آپکو دیکہا تو ہیبت سے اوسکے اندام مین لرزہ پڑ گیا اور مارے
خوف کے مجال گفتگو اوسکو باقی نہ رہی پہر نہایت ادب سے حاضر خدمت ہوکر دولت بیعت سے مشرف
ہوا اور ایک ہفتہ آپکو کہین جانے نہ دیا پہر آپ مکہ معظمہ تشریف لائے اور وہان سے مدینہ
منورہ تشریف لے گئے پہر ایک مدت مدید تک آپ سیر و سیاحت دیار عرب و ایران و
اطراف روس و یورپ کی فرماتے رہے اس اثنا مین اہل وطن کی حالت آپکی مفارقت
مین سخت خراب ہوئی اور پہر اونکا جب کوئی وارث نرہا تو انواع انواع مصیبتون مین
لوگ گرفتار ہونے لگے اون سب واقعات کو جو آپکی ایام ہجرت مین ہوے اگر مفصلا
لکہون تو ایک دفتر چاہیے مختصر یہ ہے کہ جب آپ ایک مدت تک تشریف نلاے تو
گنگا بخش چودہری ساکن و مالک موضع قاسم گنج پرگنہ دیوہ نے بہ اتفاق زمینداران دیوہ کے
و مالکان قصبہ سے مخالفت پیدا کی اور طرح طرح کی اذیتین اوسنے دینی شروع کین کہ
ناچار وہان کے لوگون نے جلا وطنی اختیار کی بعض زمیندار جو اوسکے دست قابو سے
باہر نکل سکے مع خاندان اونکو نیست و نابود کردیا جب جناب حضرت امام الاولیا
حجاز سے واپس تشریف لاے تو لوگون سے حقیقت اسکی معلوم ہوئی آپنے
بظاہر کچہہ ارشاد نفرمایا تہوڑے دنون بعد گنگا بخش اور اوسکا بیٹا مورد عتاب شاہ
اودہ ہوا اور بحسن تدبیر شیخ قطب الدین حسین خان رئیس لکہنو و مرزا وصی علیخان
ندیم سلطان دونون قتل کیے گئے اور کل جایداد اونکی ضبط سرکار ہوئی پہر لوگ جو جو

قریب جاجا کر رہے تھے وہ پھر لوٹے تشریف آنکر لیے اور بعض بعض جو واسطے
طلم سے جا چکے تھے وہ فتحپور اور کاکوری اور لکھنؤ اور ستھرک وغیرہ میں جاکر
رہے اب آپ کے زیر سایہ عاطفت لوگ بسر کرتے ہیں گویا آپ نے دیے کو
از سر نو آباد فرمایا ہے پھر آپ نے قصد سفر کا فرمایا عقیدت مندوں نے کہا کہ اگر
تشریف لیجاتے ہیں تو ہم لوگونکو بھی ساتھ لیجلیے اب قدم مبارک کو آپکے چھوڑ
نہیں سکتے اور درد مفارقت اوٹھا نہیں سکتے آپ سخت مجبور ہو گئے مگر اسوقت تک ایک
جگہہ تشریف نہیں رکھتے اطراف اودہ میں برابر سیر فرمایا کرتے ہیں اور کبھی دو چار برس
بسبب پاس خاطر اپنے عقیدت مندوں کے دو ایک روز کے لیے عظیم آباد اور صوبہ بہار بھی
تشریف لاتے ہیں اس اطراف میں بھی آپ کے ہزاروں ہزار مرید ہیں از انجملہ حاجی شیخ
محمد اسمعیل صاحب ساکن موضع لچھی آپ کے مرید ہیں اور جناب میر ابرار حسین صاحب شیخپورہ
کلان اور مولوی عبد الکریم صاحب اور مولوی لطافت حسین صاحب اسی دربار کے غلام ہیں اور
عقیدت مندوں کی اگر تفصیل لکہیں تو دفتر چاہیے ان لوگوں کے خیال اور محبت سے
کبھی کبھی پورب بھی تشریف لاتے ہیں اور تین دن سے زیادہ کہیں تشریف نہیں رکھتے
پچاس برس ایک قلم آپ برہنہ پا سیر و سیاحت فرماتے رہے اب چھ سات برس
ہوئے کہ ضعف پیران سالگی کی وجہہ سے پالکی کی سواری اختیار فرمائی ورنہ مدت العمر
کبھی پالکی گھوڑا اگیرہ وغیرہ پر سوار نہوئے ہاں البتہ سفر حجاز میں جہاز اور ریل گاڑی
پر سوار ہوا کیے اون درویشونکو جنکو آپ نے خلعت عنایت فرمایا ہے اونکو سوا
جہاز اور ریل کے کسی دوسری سواری کی اجازت نہیں ہے قبل اسکے آپ کے
کہانے کی باری اگیارہ دن پر ہوا کرتی تھی پہر بتدریج سات سات دن پر

ہوا کی بعد اسکے تین تین دن کے بعد اب کہ آپکی عمر ۹۴ برس کی ہوئی صرف برائے نام کچھہ
روزانہ کھا لیا کرتے ہیں خوشبو سے آپ کو کمال درجہ کی رغبت ہے اسوقت تک
آپ کو کسی نے غافل ہوتے نہ دیکھا شب و روز بیدار رہتے ہیں علی العموم آپ
خاموش رہتے ہیں بغرض اعلان و شہرت کے کوئی بات نہیں فرماتے پلنگ چوکی کوچ کرسی
مسہری پر کبھی نہ بیٹھے اور نہ آرام فرمائے فرش میں آپ کا بستر ہے ہمیشہ زمین ہی
آرام فرماتے ہیں اور سر کے نیچے تکیہ نہیں دیتے عاشقانہ قصہ سنکر آپ بہت خوش
ہوتے ہیں اور اکثر اس عشق کے مضمون کو ٹہرا ہی کرتے ہیں آپ کو کسی مذہب اور
ملت سے تعرض نہیں ہے لاکھوں آپکے ہند و مرید ہیں اور ہزاروں انگریز اور
کروروں مسلمان ہندوستانی افغانی عربی عجمی اخبر وغیرہ مرید ہیں کوئی ایسا ملک
اور شہر نہیں دیکھا جاتا ہے جہان آپ کا کوئی مرید نہو

ابیات

اگر داری صد حجاب از عاشقان ساختی اندر پردہ سازی رخ عیان
ای جمالت جلوہ فرما در ہمہ راز تو پوشیدہ ماندہ در ہمہ
جامہ صد رنگ داری بر کنار خیرہ ماند چشم ظاہر از شما
گاہ گشتی محتسب دستار بند گاہ ناصح مشفق و گہ بدہ پند
گہہ مرید و پیر گشتی در جہان گاہ مرشد واقف راز نہان
گہہ چو عاشق گشتی خانہ بدوش گہہ چو زاہد لے جگر پشمینہ پوش
بیس چگونہ لے تو یا بم مر ترا رحم کن اے مالک ہر دو سرا

چون بیاوردی بہستی از عدم	زمین گدایان تا بسیدم از کرم
پردہ بردار از رخ زیبا دمے	کن نظر بر حالت شیدا دمے
نیک دانی حال دل ای جان جان	چند باشی اینچنین در امتحان
پس بیا تا جام وصلت بر کشم	وارہم از دام و قید درد و غم

حصہ دوم در ذکر خرق عادات وکرامات

حضرت امام الاولیا کہ بعد از اخفا بجلوہ ظہور آمد

نقل ہے کہ ایک دن آپ مع خادمان دریاے گھاگرہ کے کنارے تشریف لائے اور دیر تک کشتی کے انتظار میں بیٹھے رہے اتفاقاً اوسروز غلام حسین داروغہ بنجیر حاضر تھا اوس کنارہ سے کشتی آنے میں دیر ہوئی آپ نے خادموں سے فرمایا کہ چلو اوس گھاٹ سے پار ہو چلیں جدہر آپ ہیں پھر کسکو مجال انکار او تکرار کی تھی آپ نے بے تکلف مع خادمان اوس دریاے ذخار سے پار ہو گئے اور پانی زانو سے زیادہ نہوا فاعتبروا یا اولی الابصار

شعر

عاشقان را بحر و بر یکسان بود ہر دو عالم تابع فرمان بود

نقل ہے کہ آپ لکھنو میں چودہری ہدایت علی کے مکان میں ایکدن تشریف رکھتے تھے چودہری سرفراز احمد اور دیگر رؤساے شہر آپ کی قدمبوسی کو آئے تھے آپ نے بے تکلف لوگوں سے کچھ باتیں کر رہے تھے کہ ناگاہ مسٹر برون صاحب سر دفتر محکمہ کمشنری بہرایچ آپ کے سامنے سے گذرا

اوسکی آنکھیں ناگاہ آپکی آنکھوں سے دو چار ہوگئیں پس جو قت نظر آپکی پڑی بیہوش ہو گیا جب افاقہ ہوا روتا ہوا آپکی قدموں پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ میں اپنے مذہب اور ملت سے توبہ کرتا ہوں مجھے اپنا بندہ کیجئے چنانچہ وہ دولت اسلام سے مشرف ہوا اور شرف بیعت سے ممتاز ہوا سبحان اللہ

شعر آہن کہ بپارس آشنا شد — فے الفور بصورت طلا شد

نقل ہے کہ ایک عقیدتمند کو یہہ خدشہ ہوا کہ آپ ظاہری طریقہ پر نماز کیوں نہیں پڑھتے اوسی شبکو اوسنے خواب میں دیکھا کہ جناب امام الاولیا مسجد بیت الحرام میں نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ ہی پیش امام ہیں اس خواب کے دیکھنے والیکو وضو نہ تھا خواب ہی میں ادہر ادہر پانی تلاش کرنے لگا کہ اسی اثنا میں آنکھ کھل گئی دوسرے دن حسن اتفاق اوسی شخص کے مکان پر آپ تشریف لائے اور ہنسکر فرمایا کیوں عبداللہ پانی نہیں ملنے کیوجہ نماز میں شریک نہو سکے پس یہہ سنکر وہ عقیدتمند زار زار رونے لگا اور اپنی معذرت چاہنے لگا

نقل ہے کہ ایکدن مولوی قاسم علی ساکن قصبہ فتح پور کو یہہ خطرہ ہوا کہ آپ پابند صلوٰۃ کے کیوں نہیں ہیں بموقع ملنے کے ضرور پوچھنا چاہیے اتفاقاً مولوی صاحب بضرورت عازم بلرامپور ہوے وہاں پہونچکر سخت علیل ہوئے اوسی حالت غفلت میں کیا دیکھتے ہیں کہ جناب حضور تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مولوی مولوی اب کیوں پھر نماز نہیں پڑھتے مرض تو کچھ بھی نہیں ہے یہہ مژدہ خواب میں سنکر مولوی صاحب چونک پڑے دیکھا تو کچھ آثار مرض باقی نہیں جاتے تھے علی الصباح گونڈہ روانہ ہوئے حسن اتفاق سے اوس روز جناب حضرت امام الاولیا بھی رونق افروز قصبہ گونڈہ ہوئے

مولوی صاحب حاضر خدمت ہوکر دولت بیعت سے مشرف ہوئے
نقل ہے کہ آپ کے مریدون مین سے ایک شخص تھا جسکے لڑکے بالے زندہ نہین رہتے تھے
اتفاقاً آپ ایکروز اوس شخص کے مکان پر تشریف لے گئے بعد الکلام آپ نے فرمایا کہ
جسکے لڑکے بالے زندہ نہین رہتے ہون اوسکو چاہئے کہ وقت پیدائش کے اوس بچہ کو
ہنڈول سے صاف کردے پھر وہ لڑکا نہین مرتا چنانچہ اوس مرید نے ویسا ہی کیا وہ
لڑکا اب تک زندہ ہے۔ نقل ہے کہ ایک شخص الٰہ آبادی مرید آپکا سفر مین
آپکے ساتھ تھا جب آپکا قصد دوسری جگہہ جانیکا ہوا تو اوس نے کہا کہ میان
ہم اگر رہ جائین تو بہتر ہے آپ نے ہنسکر فرمایا اچھا جاؤ غالباً وہ اوس مقام
تک نہین پہونچا کہ راہی ملک عدم ہوا نقل ہے کہ ایکدن آپ ردولی شریف رونق
افروز ہوئے اور جناب قاضی مظہر الحق کے مکان مین فروکش ہوئے جسوقت عورتین
زیارت کر آئین پردہ ہو گیا اوسوقت ایک عورت نے رو کر کہا کہ یا حضرت سب لوگ
ہم پر طعنہ کرتے ہین کہ تمہارے پیران کیسے ہین کہ نماز نہین پڑھتے ہین یا حضرت ہم
اونکا کیا جواب دین آپ نے فرمایا کہ ادہر آؤ جسوقت وہ عورت آپکے قریب گئی
آپ نے اپنا ہاتھ اوسکے سر پر رکھدیا اوس عورت نے دیکھا کہ جناب ابا الاولیا
خانہ کعبہ مین بیٹھے ہین یہہ ماجرا دیکھکر بیہوش ہوگئی اسوقت تک وہ عورت
زندہ ہے مگر مخبوط الحواس ہے کوئی بات پوچھئے تو جواب معقول نہین دیتی اور
جناب حضور کی خادمہ درجہ جان نثار سے نقل ہے کہ ایک مقام پر آپ
زنانہ مکان مین تشریف رکھتے تھے اور عورتین حاضر خدمت تہین کہ فوجدی آتی
رات کے عورتین چلا اوٹھین کہ ہائے میان ہائے سب لوگ دوڑ پڑے

لوگون نے پوچھا کہ کیا ہوا تو اوس عورت نے صاف صاف کہہ دیا کہ آپ کے
ہاتھ پاؤن سب علیحدہ علیحدہ ہو گئے تھے مین نے سمجھا کہ کسینے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
جس وقت اوس عورت نے اس راز کو کہدیا اوسکے دو تین ہی دن بعد اوسنے قضا کی

نقل ہے کہ ایک دن آپ رودولی تشریف رکھتے تھے اور زنانہ مکان مین آپ
ٹھہرے ہوئے تھے کہ یکایک چوٹیان آنے لگین یہانتک کثرت ہوئی کہ چھت اور
فرش اور دیوارین مکان کی چوٹیون سے بھر گئین عورتین گھبرا اوٹھین اور رو کر
عرض کرنے لگین کہ میان چوٹیون سے پناہ نہین ہے آپنے ہنسکر فرمایا کہ کہان ہین
باور کیجیے کہ ایک منٹ مین سب چوٹیان غائب ہو گئین اب اوسکے بعد ایک قسم کی
چڑیا جسکو شاما کہتے ہین آنی شروع ہوئین ہزارون آ کر آپ کے بدن مبارک پر گرنے
لگین اور اسطرح چہکنے لگین کہ جسکی حد نہین ہے حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ یہہ کیا ماجرا
ہے آپ ہنسکر ٹال دیے پھر ایک چڑیا بھی نہ تھی اللہ قادر علی ما یشاء

نقل ہے کہ ایک شخص نے بہت سے لال پالے تھے اور کمال شوق کیوجہ سے اوس پنجڑے
مین ایسی معقول تدبیر بنا رکھی تھی کہ جب دوسرے لال آئین تو پھر اوس پنجڑے سے
نکل نسکین آپ اندرون مکان تشریف رکھتے تھے ایک دن دوپہر کو استنجا کے
لیے باہر تشریف لائے اون سب لالونکو آپ نے بغور ملاحظہ فرمایا اور اوپر سے
جو ایک بانس کی بلندی پر پنجڑا تھا نیچے اوتارا اور اوتار کر اوسکو پانی پلانا
شروع کیا دور سے وہ شخص اس تماشے کو دیکھ رہا تھا بعد سیرابی کے اوس
قفس کی تیلی کو آپنے نکال دیا بس ایکبارگی وہ ڈیڑھ سو لال پھر سے اوڑ گئے
اوس شخص نے آپ سے کہا کہ میان یہہ آپنے کیا کیا ساری محنت میری

رایگان ہو گئی آپ نے فرمایا کہ ابھی دور تو نہین گئے ہین جا ہو لیجیو اوسنے
عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہین اب تو وہ سب کہین دور جا چکے آپ نے پلٹ کر
فرمایا کہ تمنے کیا کہا اتنی ہی دیر مین وہ لال سب پلٹ پڑے اور آپ کے تمام جسم
مبارک مین آکر لپٹ گئے آپ بار بار فرماتے تھے کہ لو اب پکڑ لو اوس شخص نے کہا
کہ جب آپ آزاد کر چکے تو پھر مین کیون قید کرون جل شانہ کیا عالم آپکا ہے اب اوس
شخص کی خوش نصیبی دیکھیے کہ آپ نے اونکو بہت عنایت فرمایا اور خطاب فخر و شاہ
کا عطا کیا مولف کو اوسنے بہت کچھ نیاز حاصل ہے جناب موصوف کمال عنایت
فرماتے ہین نقل ہے کہ کہن سنگ نامی راجپوت جگرناتھ جی کو گیا وہان جس
مندر کے اندر گیا کہ جناب امام الاولیا کو اوسنے اندر سے نکلتے دیکھا اور دس بارہ آدمی
جو آپکے ساتھ تھے اون لوگون نے بھی دیکھا وہان سے واپس آکر حاضر خدمت ہوا
اور عرض کیا کہ اے کاش مجھے پہلے ہی معلوم ہو گیا ہوتا تو ہم کسلیے جگرناتھ جی گئے
ہوتے یہین بیٹھے درشن کر لیا کرتے آپ نے فرمایا تھا کہ ہم نہونگے کوئی دوسرا ہماری
شکل کا ہوگا اوسنے کہا کہ بابا ہمنے خوب جیپار کر دیکھا تھا اور ہمارے دس بارہ
آدمیون نے اور بھی دیکھا ہے آپ ہنس پڑے اور فرمایا کہ اچھا اب جگرناتھ نجانا
وہ شخص آپ کا مرید ہو گیا اور بت پرستی سے اوسنے توبہ کی فذلک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم نقل ہے کہ ایک مرید آپکا کمال
شوق زیارت مین مستغرق چلا آتا تھا اتفاقاً اوس راہ مین غریب کو دریا
ملا وہ بیچارہ سخت گھبرایا کہ اب بجان کیا کرون کوئی کشتی بھی نہین کہ پار جاؤن
اسی سوچ مین تھا کہ ایک شخص کے پکارنے کی آواز آئی وہ بیچارہ

اوس آوارہ پہرا تو ایک بارہ برس کے لڑکے کو دیکھا اوس لڑکے نے کہا کہ آؤ میاں
اسطرف سے میرے ساتھہ بازار چلو یہہ راہ کسیکو معلوم نہیں ہے جہاں تم
بہہ نکلی ہو بات ہے اوس غریب نے اوس لڑکے کے پیچھے پیچھے راہ پکڑی غرض وہ دریا پار ہو گیا
پہر وہ لڑکا نظر سے غائب ہوگیا جب وہ مشرف ملازمت ہوا تو آپ نے اوسکی کیفیت پوچھی
وہ بیان ہی کرنے چاہتا تہا کہ آپ نے فرمایا کہ وہ لڑکا کتنا چالاک تہا یہہ سنکر وہ
خاموش ہوگیا اور بیساختہ اوسنے عرض کیا کہ حضور ہی تھے آپ یہہ سنکر چپ ہو رہے
نقل ہے کہ ایک سائل نے آپ سے سوال کیا کہ یا حضرت مجھے کعبہ کے لیے بہیجو اور میرے
پاس زاد راہ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ جاؤ امیروں سے سوال کرو اوسنے تمام
تین دن تک آپکا ساتھہ چھوڑا الآخر آپ نے رخصت کیا چلتے وقت جو آپنے مصافحہ
کیا تو اوسکے ہاتھہ میں پچاس اشرفیاں آپنے دیں وہ سائل نہایت خوش ہوا
اور حالت خوشی میں آکر یہہ کیفیت اوسنے سبہوں سے کہدیا جب آپنے سنا تو ہنسکر
اور باتیں فرمانے لگے نقل ہے کہ دو برس جب آپ تشریف لاتے ہیں تو
آپ معروف شاہ کے مکان میں تشریف رکہتے ہیں قبل اسکے جس مکان میں آپ فرود
ہوا کرتے تھے اوسکی دیوار ایام برشکال کی وجہ سے شق ہوگئی تہی جب آپ سیر و
سیاحت کو تشریف لے چلے تو آپنے معروف شاہ سے فرمایا کہ اب اس مکان کو نو واکر
بنیا ہوا لو مگر خبردار اسکے لئے قرض ورض نہ لینا موصوف الیہ نے متوکلاً
لگا دیا اوسی شبکو خواب میں دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اوس بلندی کو کہودو
چنانچہ خواب ہی میں جو اوس بلندی کو کہودا تو ایک سفید بوریا نکلا پس آنکہیں
خواب سے معروف شاہ بیدار ہوئے علی الصباح اوس موقع پر جاکر زور و

کہا کہ ہان اسجگہ کہودو چنانچہ ویسا ہی مزدورون نے کیا واقعی ایک لوٹا ہم نکلا
جو روپیون سے بھرا تھا پھر تو خاصی طرح سے وہ مکان تیار ہو گیا اسوقت تک
اگیارہ روپیے رکھے ہوئے ہین خدا جانے کسلئے آپ نے رکہوایا ہے اسکا حال
کسیکو معلوم نہین نقل ہے کہ آپ کا مرید ایک جن تھا جسکو ہفتہ بعد ایک سیر چو
شربت اور کچھ روٹیان ملتی تہین وہ ایک مکان کے اندر رہا کرتا تہا قضا کا
ایک چور آپڑا اوس جن نے اوسکی ٹانگ پکڑ کر چہت کو اوٹھا شہتیر کے نیچے دبا
کر چہوڑ دیا اوس چور نے چلانا شروع کیا لوگ اوسکی آواز سنکر دوڑے اور
پہونچے دیکھتے کیا ہین کہ اوس آدمی کی ٹانگ چہت کے نیچے دبی ہے اب ہزار فکر
لوگ کرتے ہین مگر اوسکا پاؤن نکلتا نظر نہین آتا اوس کوٹہری سے آواز
آئی کہ خبردار اب چوری نکرنا پہر اوس جن نے اوسکو اوتار دیا آپ کی خدمت مین اکثر
جن حاضر ہوا کرتے ہین ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا حضرت ہمنے جن کو نہین
دیکھا ہے آپنے فرمایا کہ گہبراؤگے تو نہین اوسنے عرض کیا مولا آپکے سامنے
کیون ڈرنے لگا آپنے پکارا بس ایک مرد نہایت خوبصورت آکر قدمبوس ہوا
اور تہوڑی دیر بعد وہ غائب ہو گیا اسیطرح آپنے ایک دن ایک شخص سے
فرمایا کہ ڈروگے تو نہین شیر آتا ہے اوسنے کہا نہین مولا پہر یکایک پندرہ ہاتھ
کا شیر ببر ایسا آیا جسکے دیکھنے سے دل انسان کا کانپ اوٹھے تہوڑی دیر بعد اوس شیر نے
آپکے جسد اطہر کو چاٹا پہر غائب ہو گیا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کی [illegible] کے
نیچے ایک پلہ کتے کا پڑا سوتا تہا ایک شخص نے کہا کہ یا حضرت یہ کیا نجس لعین
کو آپ لیے ہوئے ہین آپ چپ رہے جب وہ حضرت تشریف لیچلے اوس کتے کے

تیلے سے آدمی ہوکر حملہ کیا وہ بیچارے یہ ماجرا دیکھکر بیہوش ہوکر گر پڑے
پھر وہ جن غائب ہوگیا آپ ہنسکر چپ ہو رہے **نقل** ہے کہ مقام چندر گڈھ مین
ایک خاکروب حاضر ہوا جو مجذوم تھا غایت ارادت کیوجہ سے زور زور سے
رو رو کر یہ کہتا تہا کہ میان اب میرا کون ہاتھہ پکڑیگا سبکے مولا و وارث
تو آپ ٹھہرے مجھ ناچیز کو کون پوچھتا ہے دو دن تک برابر رویا کیا جب آپنے
دیکھا کہ اب کمال درجہ کو اسکی حالت پہونچی آپنے فرمایا دیکھ تجھے آنکھون سے
مرید کرتا ہون مجھے خوب سا دیکھ جلشانہ دیکھتا تہا کہ اوس عارضہ پاک سے اوسکو
پوری صحت ہوئی اور حالت شوق و ذوق مین ایسا مستغرق ہوا کہ پھر ہوا آپکے ان
کچھ اوسکو دھیان نہ رہا **نقل** ہے کہ مقام گدیہ مین ایک شخص کا لڑکا مر رہا تہا
آپ اوسی کے مکان کیطرف ہوکر تشریف لیجانے لگے وہ عقیدت آگین عورتین
اوس مردہ بچہ کو آپکے قدمون پر لاکر رکھدیا آپنے فرمایا کہ یہ تن سے زندہ ہے اتنے
مین وہ لڑکا رونے لگا ماں باپ اوسکے کمال خوشی مین آپکے فدا ہونے لگے ۔
نقل ہے کہ ایک طالب نے جناب حضرت شاہ بوعلی قلندر کے مزار پر چلہ
کشی کی مطلب اوسکا یہ تھا کہ پہنچ مرشد اب کیون نہین ملتے ایک شب کو بشارت
ہوئی کہ اولیا بخش حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب کے خدمت مین حاضر ہو
وہان تیرا مقصد پورا ہوگا چنانچہ وہ طالب آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپنے دیکھتے ہی
فرمایا کہ افیون کھایا کرو اوسنے کہا کہ حضرت ابنوہیان کا سامنا ہے آپنے فرمایا
یہی وجہ ہے جو اپنے مطلب کو نہین پاتے ہو یہ سنکر وہ طالب زار زار رونے لگا
آپنے ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ دیکھو تو یہ کسکا ہاتھ ہے اوسنے اپنے پیر و مرشد کا ہاتھ

ہاتھہ دیکھا تو بے چین ہو کر بوسہ دینے لگا اور بار بار آنکھوں سے لگانے لگا پھر آپنے
فرمایا کہ آنکھیں بند کرو اوسنے آنکھیں بند کیں پھر جو اوسکا مطلب تھا پورا ہوا اور فوراً
رخصت کر دیا گیا سبحان اللہ والحمد للہ۔ **نقل ہے** کہ ایک طالب علم عربی
آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور اوسنے یہہ سوال کیا کہ یا حضرت مجھے صراط مستقیم دکھلا دیجئے
آپنے سکوت فرمایا پھر اوسنے عرض کیا آپنے فرمایا کہ کل آجانا وہ بموجب ارشاد حاضر خدمت
ہوا آپنے ایک تہمت اوٹھا کر اوسکو دیا پس جسوقت اوس عرب کی نظر آپکے
چہرہ مبارک پر پڑی فوراً وہ بیہوش ہو کر زمین پر گرا اور مرغ بسمل کیطرح تڑپنے لگا
جب افاقہ ہوا کہنے لگا یہی تہمت عاشقی بہت خوب ہوا افسوس کہ اوسکی حیات نے وفا نکی
تھوڑے ہی دن بعد اوسنے قضا کیا۔ **نقل ہے** کہ ایک انگریز آپکی ملاقات کو حاضر ہوا
آپکا رخ انور دیکھتے ہی قدموں پر گرا اور ترک لباس کیا اور مسلمان ہوا آپنے اوسکو تہمت
عنایت کیا اور اوسکا نام عبد اللہ شاہ رکھا افسوس کہ اوسنے بھی جلد قضا کیا
نقل ہے کہ ایک مرید نے آپکی دعوت کی اوسوقت آپکے ساتھہ دو چار
آدمی تھے اوسنے اوسی مقدار سے کھانا پکایا ناگہان اوس دیار میں جو آپکے
تشریف آوری کی لوگونکو خبر معلوم ہوئی لوگ آنے شروع ہوئے قریب سو آدمی
جمع ہو گئے وہ بیچارہ غریب نہایت پریشان ہوا آپنے بلا کر فرمایا کہ
جو کچھہ تمنے پکایا ہے میرے سامنے لے آؤ بموجب ارشاد عالی اوسنے کھانا
سامنے لا کر رکھے آپنے اپنے ہاتھوں سے روٹیاں تقسیم کرنا شروع کیں
سب کے سب کھانے سے آسودہ ہوئے اور جسقدر اوس غریب نے پکایا تھا
مسلم بچ رہا الحمد للہ وشکرہ **نقل ہے** کہ ایک سائل نے آنکر یہہ سوال کیا

کہ مجھے بیت اللہ کس طرح سے پہونچوا دیجے یہ پہلے تو بہت ٹالا جب اوسنے منایا
تو آپ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ خبردار جو میں کہوں اوسکے خلاف نکرنا اوسنے عرض
کیا ہرگز خلاف نہوگا آپ نے فرمایا کہ ایک دن کی خوراک کے اندازے سے جس
درخت کی جڑ کو کھودوگے ملجایا کریگا پھر کسی سے سوال کرنا روزانہ منزل بمنزل
اسیطرح درخت کی جڑ کو کھودنا اور اپنا زاد سفر پانا اور برابر چلے جانا چنانچہ
وہ بموجب ارشاد عالی عازم بیت اللہ ہوا روزانہ جس درخت کی جڑ کو کھودتا تھا ایک
دن کا خرچہ اوسکو ملجایا کرتا تھا اسیطرح سے اوسنے طے منازل کی اور حج بیت اللہ
سے فارغ ہوا پھر جب واپس ہوا تو بدستور سابق طے مراحل کرتا ہوا وطن آیا لوگون
نے پوچھا کہ اس غربت میں کیونکر تم بیت اللہ گئے اوسنے سب ماجرا بیان کیا
اللہ قادر علی ما یشاء وھو عزیز الحکیم نقل ہے کہ ایک ہندو آپکا
معتقد تھا غایت جوش ارادت و محبت سے حضور میں جب حاضر ہوتا تو یہہ
کہتا کہ حضرت اب اسقدر پردہ کی کیا ضرورت ہے کہئے ہندو آپکی غلامی
مین آجاؤن تو بہتر ہے آپ نے فرمایا جلدی نکرو جسطرح تم اپنے لوگون کے
ساتھہ رہتے ہو رہو مضایقہ نہین مگر ہان بت پرستی چھوڑ دو وہ ہندو بموجب
ارشاد عالی بت پرستی سے باز آیا مگر وقتاً فوقتاً جو اپنے لوگون کو اس بلا
اور ضلالت مین دیکھتا تو برملا بول اوٹھتا کہ اس پتھر کے پوجنے سے کیا خاک
ہوگا ارے یارو اوسکو پوجو جسنے اس پتھر کو پیدا کیا ہے جسنے اوسکی قرا
اور برادری کے آدمی تنگ تھے اور اس سے عاجز تھے یہانتک کہ سبھون نے صلاح
کی کہ ایسے شخص کے یہان بیاہ شادی نہین کرنا چاہیے اور کہنا اپنا لو اچھو

ترک کردینا چاہیے اسکے مذہب کا کچہہ ٹہیکانا نہین غرض کہ سب کے سب ایک دل
ہوکر اس پر راضی ہو گئے اوس ہندو کی ایک لڑکی تھی برادری والون نے کہا
کہ اس لڑکی کی تو کچہہ خطا نہین ہے بیاہ کرکے رخصتی کرا دیجیے اور جہان تک ہو سکے
جلدی اسکی کوشش ہونی چاہیے مبادا کہ آئندہ چلکر یہہ لڑکی بھی لامذہب
ہو جاوے الغرض اوسکی شادی درپیش ہوئی برادری والے سب اکہٹا ہوئے
خود بھی وہ ہندو اہل مقدور تھا اور اب جہان سے برات اوسکی لڑکی کی آتی
وہ بھی امیر کبیر آدمی تھا مختصر یہہ کہ برات آئی اور لوگ جمع ہوئے اوس ہندو نے کمال
تکلف سے کہانے کا انتظام کیا اور جناب حضرت امام الاولیا کو بھی دعوت کی
تکلیف دی اور اکثر امور مین لوگون کے خلاف ہو جانے سے اطلاع دی آپ نے
فرمایا کچہہ مضائقہ نہین تمکو رضا و تسلیم کے خلاف نہین کرنا چاہیے جس وقت کہانا
چنا گیا اور برادری والونکو اوسنے اطلاع دی سبہون نے انکار کیا اور کہا کہ
ہم لامذہب کے یہان نہین کہاتے ہین اتفاقاً جناب حضرت سراج العارفین
بھی تشریف لے گئے جسوقت لوگون کی نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی جے کرشن
جے کرشن کہکر سب کے سب آپ کے قدمون پر گرے اور کہنے لگے کہ گوسائین
آپ نے کہان تکلیف کیا آپ نے فرمایا کہ تم لوگون کی جہان دعوت ہوئی
میری بھی دعوت ہے سب کے سب آپ کے ساتھ ہوئے پہلے حضرت نے کہانا
نوش جان فرمایا بعد اوسکے کل آدمیون نے کہانا کہایا اب کسیکو مجال
گفتگو باقی نرہی کل محو حیرت ہوگئے اور آپکی محبت اون لوگون کے دلون
مین جگہہ کر گئی بے تکلف اسکے بعد لوگون نے کہانا کہایا اور خوشی خوشی سرا

رخصت ہوئی نقل ہے کہ ایک دن جناب حضرت تاج الاولیا سیر و سیاحت فرماتے
مقام سندیلہ مراد آباد رونق افروز ہوئے جناب مولانا فضل الرحمن کہ وہ
بھی کاملین زمانہ سے تھے ہیں اور عالم باعمل ہیں جناب حضور اونکی ملاقات کو تشریف لیگئے
جسوقت مولانا سے ملاقات ہوئی مولانا نے کمال غلو شریعت سے بے خوف و خطر
یہہ فرمایا کہ آپ کیا کہتے ہیں اوس شخص کو جو متعمداً نماز ترک کرے حالانکہ حدیث میں ہے
من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر وزین قبیل بہت سی احادیث اور آیتین مولانا نے
پڑہین اور غایت تعصب سے بھی حد سے تہذیب سے گذر گئے بہت سی باتین ناشایستہ
آپ کی شان مین کہہ گئے آپ نے مولانا کی باتونکا تو کچھہ جواب نہ دیا مگر ہاتہہ پکڑکر
ایک کوٹھری مین تشریف لے گئے تہوڑی دیر بعد جو دونون بزرگ باہر نکلے تو مولانا
زار زار روتے ہوئے باہر آئے پھر آپ نے رخصت چاہی اور دوسری جگہہ حسب
معمول سیر و سیاحت کو تشریف لے گئے اب مولانا کے مریدون نے پوچھنا شروع
کیا کہ یا حضرت آخر ماجرا کیا تھا چنانچہ مولوی محمد عمر بلند شہری جو مولانا کے ممتاز مریدون
مین ہین اونہون نے باصرار تمام عرض کیا کہ ماجرا کیا ہے مولانا نے فرمایا کہ کیا
کہون جناب حضرت امام الاولیا اپنے ساتہہ مجھے کعبہ لے گئے اور وہان نماز پڑہائی
اور جو میری منزل تھی وہ مجھے دکھا دی اور جو کچھہ نسبت کی ہے ہمنے کیا تھا او
بھی دکھا دیا سو خبردار کوئی شخص خلاف شان حضرت کے کوئی بات نہ کہے ورنہ
اوسکی عاقبت بخیر نہو گی مولف اوس جلسہ مین حاضر تھا جسوقت عظیم آباد مین قلعے
پر جناب شاہ نور اللہ صاحب خلیفہ سلیمان چشتی علیہ الرحمۃ و جناب شاہ فضل اللہ
صاحب خلیفہ اخوند صاحب سوات پنیری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو مولوی سید

شرف الدین صاحب بیرسٹر و منشی منظور احمدی اور بھی دو تین بزرگ تشریف
لے گئے تھے اور مولوی ابو النصر محمد عمر صاحب بلند شہری بھی بحسب اتفاق تشریف
لائے تھے اوسوقت سبھوں کے سامنے کسی صحبت پر نور اللہ شاہ نے مولوی
صاحب سے کہا کہ ہان مولوی صاحب اوس سرگذشت کو فرمائیے جو مولانا اور حضرت
امام الاولیا سے ہوئی تھی مولوی صاحب نے بے کم و کاست ارشاد فرمایا اوس جلسہ کی
کیا کیفیت لکھوں کہ حاضرین بزم کا کیا عالم تھا اوسپر یہ طرہ کہ نور اللہ شاہ لحن ہین
اسکو گا رہے تھے ہونہا وارث علی وارث علی کہولدے دل کی کلی وارث علی
وارث علی - کیا کہوں کہ اسکے گانے سے کیا قیامت ہو رہی تھی نقل ہے کہ ایک
دفعہ پھر جو مولانا فضل الرحمن صاحب کو جناب حضرت امام الاولیا سے ملاقات ہوئی
تو ایک دوسرے مولوی صاحب بھی مولانا کے ساتھ تھے ایسی کیفیت دونوں صاحبوں
پر طاری ہوئی کہ نماز مغرب قضا ہو گئی جب مولانا کو خیال آیا تو آپ نے شکر فرمایا کہ
اسکا گناہ میرے ذمہ قضا پڑھ لیجیگا مولانا روتے ہوے رخصت ہوئے نقل ہے
کہ جب آپ دوسری دفعہ بیت اللہ تشریف لے گئے تو آپکو بیت المقدس جانیکا اتفاق
ہوا وہان سے امام الاولیا بمعیت مولوی عارف علی جونپوری بسیر و سیاحت
ملک روس پہونچے وہان بھی اکثر آدمی دولت بیعت سے مشرف ہوئے حاکم روس
کی لڑکی آپ کے جمال باکمال کو دیکھکر بیہوش ہو گئی اور آخر وہ بھی مرید ہوئی
اور بموجب ارشاد والی موضع محمدیہ میں جہان اہل اسلام رہتے تھے جا کر بیٹھ گئی
اور طاعت رب العزت میں مشغول ہوئی سبحان اللہ بحمدہ نقل ہے کہ تیسری
مرتبہ آپ جب حج بیت اللہ کو تشریف لیچلے تو مولوی احمد اللہ صاحب بھی

آپ کے ساتھ ہوئے آپ پیادہ پا سیر کرتے لاہور پہونچے صبح کے وقت
اوس مسجد مین جہان فروکش تھے مولوی صاحب نے آذان کہی نہیں آذان سنتے ہی
لوگون نے مسجد کا محاصرہ کرلیا اور راجہ رنجیت سنگھ کو اسکی خبر دیگئی وہ بھی ہاتھی
پر سوار ہوکر آئے انہون نے حکم دیا کہ سبکو گرفتار کرلو بس اتنا حکم کرنا تھا کہ حضرت
مخدوم الاولیا نے چشم گرم سے راجہ کیطرف دیکھا اسطرحکی ہیبت اوسپر
طاری ہوئی جسکا جواب نہین عرض کرسکیگا کہ ہرگز کوئی گزند ان مسلمانون کو نہ
پہونچیگا آپ قصور معاف فرماوین غرض آپ مع ہمراہیان بیت اللہ شریف تشریف
لے گئے اسوقت تک لاہور مین آپکے نام کی دوہائی پڑتی ہے اور رسم
آذان کی اوسی دن سے وہان مسلمانون مین جاری ہے اب کسی قسم کی مخاصمت
ہنود کو مسلمانون کے ساتھ لاہور مین نہین ہے نقل ہے کہ آپ کعبہ کے اندر
ایک دن حالت ذوق وشوق مین غزل لحن کے ساتھ پڑھ رہے تھے کہ ایک عربی آیا
اور اوسنے کہا کہ یہہ کیسی بے ادبی ہے کہ حرم محترم مین تم گاتے ہو اور خدا کے
گھر مین گاتے ہو آپنے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو مگر مین تجھسے پوچھتا ہون کہ کوئی
ایسی جگہہ بتاؤ کہ جہان خدا نہو تاکہ مین وہان جاکر گاؤن جسوقت آپ نے یہہ فرمایا
اوس عربی کے ہوش جاتے رہے تمام کپڑے پھاڑ ڈالے اور مجذوب ہوگیا
نقل ہے کہ ایام غدر مین باغیون نے ایک موضع کو آکر لوٹنا شروع کیا اوس
بستی مین آپ کے مریدان ذی دول رہتے تھے جسوقت آپ قریب اوس موضع
کے تشریف لے گئے غارتگرون نے آپس ہی مین تلوار چلانا شروع کردیا اسقدر
کشت وخون ہوا کہ کشتون کے پشتے لگ گئے ناچار افسران گروہ

پردازون نے آن کر آپ سے معذرت چاہی اور کہا کہ جہان گوشیان خود حسین
وہان کسکی مجال ہے کہ ایک تنکا کوئی کسیکا لے سکے آپ تبسم فرمانے لگے کہ
مین تو تماشا دیکہنے آیا تہا آخر وہ لوگ لوٹ گئے پہر اور معظم معروف شاہ ناقل
ہین کہ جسوقت مین حسب الحکم اوس مکان مین جہان عورات پردہ نشین بیٹہتی ہین داخلی
تسلی و تشفی کو گیا ہزارون جسم بے سر مکان کے اندر تڑپ رہے تہے اور خون کا
ایک دریا بہا ہوا تہا اہل مکان کی آبرو بچ گئی اور ناحق اندیشونکا خون تہہ تیغ
بیدریغ ہوا سچ ہے **اشعار** اولیا اطفال حق اند ای پسر
غایبی و حاضری بس باخبر اولیا را ہست قدرت از اله
تیر جستہ باز آرندش ز راه **نقل** ہے کہ دو عربی حاضر خدمت ہوئے
اور عرض کیا کہ امسال آپ حج کو جب تشریف لے گئے تہے تو زیارت نصیب
ہوئی تہی اور یہہ شخص جو ہمراہ ہے اوسی زمانہ مین مرید بہی ہوا تہا لوگون نے
کہا کہ جناب حضور بہت زمانہ سے حج کو تشریف نہین لے گئے ہین اوس عربی نے
کہا کہ واللہ امسال آپکو خانہ کعبہ مین دیکہا ہے آپ نے تبسم فرمایا کہ کوئی دوسرا
آدمی ہوگا یہہ فرما کر اون دونون کو رخصت کیا وہ لوگ نہایت مسرور راہی
ملک عرب ہوئے **نقل** ہے کہ ایک طالب کسی ملک سے آیا جسکے پاس اس
مضمون کا خط تہا ہو بندا جناب حضرت صمدیت اولیا بخش سیدنا وارث علی شاہ
صاحب حال ہذا بذریعہ عرضی حاضر خدمت ہوتا ہے والتسلیم اس خط کو ملاحظہ
فرما کر ارشاد عالی ہوا کہ اچہا جاؤ اگر محبت ہے تو لاکہہ ہزار کوس بہی نزدیک
ہے واللہ اعلم اسمین کیا رمز تہا جو صاحب تشریف لائے تہے اونہون نے

اسیقدر کہا کہ ایک قطب الوقت کا یہہ حال تہا کیا خوب کسی نے کہا ہے شعر

میان عاشق و معشوق رمزیست ۔ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

یہہ سب اسرار خداوندی ہے کسکی مجال ہے کہ واقف ہو جب تک اوسکی صحبت
کامل شامل حال نہو نقل ہے کہ ایک دن آپ سیر و سیاحت فرماتے کسی جنگل مین
پہونچ گئے اور اپنے خادمون سے آپنے فرمایا کہ شیر برنج تیار کرو اون کو
ایسے عرض کیا کہ بہت خوب مگر یہہ خادمونکو سخت پریشانی ہوئی کہ اب
جنگل مین تو کوئی چیز ملتی نہین کہان سے اسکا سامان کیا جائیگا بستی بہی کوئی
اس جنگل کے قریب نہین ہے کہ جہان جاکر بندوبست ہو مجبور خادمون نے لکڑیان
توڑ کر کسیطرح روشن کرکے ایک ہانڈی چڑہا دی اون لوگون کے ساتہہ تہا او ر کہدیا
تہوڑی دیر بعد آپنے فرمایا کہ شیر برنج پکاتے ہو کہ نہین اون سبہون نے عرض کیا
کہ جب حضور فرماتے ہین تو پکاتے ہین آپ ہنس پڑے اور کچہہ نفرمائے تہوڑی
دیر ہوئی تہی کہ ایک عورت دودہ چاول شکر لیے ہوئے حاضر ہوئی خادمون
نے ایک شیر برنج تیار کیا بعد اسکے آپنے فرمایا کہ کباب بہی بناو تب تو یہہ لوگ سخت
گہبرائے اور آپس مین کہنے لگے کہ گوشت کا سامان کیونکر کیا جاوے مگر جو صاحب
ایقان تہے وہ کہنے لگے کہ گہبرانے کی کون سی بات ہے دیکہو کہ شیر برنج
کس سہولت سے تیار ہو گیا اسیطرح اوس کباب کا بہی سامان ہو جائیگا آپس مین
یہہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ آپنے ایک خادم سے فرمایا کہ جاو اس جنگل مین ایک تالاب
ہے جسمین بہت سے آبی جانور ہین دو چار پکڑ لاو چنانچہ ایک خادم
اوسکی تلاش مین گیا او ر تالاب پر پہونچکر چار مرغابیان پکڑ لین

لیتا آیا پھر کباب اور شیر برنج لوگون نے خوب کھایا سبحان اللہ بحمدہ
نقل ہے کہ جناب الاولیا فتح پور تشریف رکھتے تھے اور بندہ عظیم آباد سے
بنظر حصول زیارت حاضر خدمت ہوا اور بھی چند آدمی عظیم آباد کے آپ کے
مریدون مین سے اوسوقت حاضر خدمت تھے کہ ایک شخص نے ذکر کیا
کہ ایک جوڑا جنگل چپکو کا آیا ہے آپ نے فرمایا کہ کیا تم مین سے کوئی پالیگا ہم مین
ہم مین سے ایک شخص نے کہا ہان حضرت آپ نے فرمایا کہ جاکر پکڑ لاؤ چھپا ہے
وہ صاحب جنکو اجازت ہوئی تھی گئے اور پکڑ لائے وہ چپکو بچہ تھے
نہ اوڑا آپ نے دیکھکر فرمایا کہ یہہ پہلے آگ کھاتا تھا اب یہین کھاتا
نقل ہے کہ ایک سانپ بلاناغہ شب کو آپ کے بدن مبارک مین لپٹ کر تسبیح
کرتا تھا ایک دن ایک خادم نے یہہ ماجرا دیکھا اوسنے کہا کہ اسکو مار ڈالنا چاہیے
آپ نے اوس سانپ کو پکڑکر ایک خادم کو دیا کہ اسکو جنگل مین چھوڑ آؤ وہ
بموجب ارشاد اوس سانپ کو جنگل مین چھوڑ آیا نقل ہے کہ ایک مرید
آپ کا جسکو آپ نے نہت عنایت کی تھی ایکدن حاضر خدمت ہوا چلتے وقت
آپ نے ایک تھان کپڑے کا اوسکو دیدیا اور کچھ نہ فرمایا ایک مدت بعد اوس
مرید نے انتقال کیا اور وہی کپڑا اوسکے کفن مین کام آیا جب سے
عقیدتمندون نے سمجھ لیا کہ جس فقیر کو آپ سے تھان ملیگا وہ مہمان
ہفتہ دو ہفتے کا سمجھا جائیگا چنانچہ ایک دوسرے صاحب کا بھی
حال ہوا اوسوقت برادرم سید علی رشید عظیم آبادی حاضر تھے آپ نے
اوس فقیر کو بھی ایک تھان کپڑے کا عطا کیا عقیدتمندون نے

سمجھا کہ اب زمانہ انکی کوچ کا بھی قریب آگیا سب کے سب اوس روز شیخ سے
ملے اتفاقاً اوسوقت ایک شخص مالیدہ لیکر حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ اسی قدر
پر فاتحہ پڑھا دو چنانچہ فاتحہ مالیدہ اوسکو دیدیا گیا پھر وہ رخصت ہوکر تشریف لیگئے
معلوم ہوا کہ اونھون نے بھی انتقال کیا نقل ہے کہ گورکھپور میں مولوی
صاحب کے مکان پر جناب حضرت رونق افروز ہوئے لیکن مولوی صاحب
بسبب شاید درد نقرس کے حاضر خدمت نہو سکے جب بیقراری حد سے گذری
تو مولوی صاحب نے کہا کہ مجھے کسیطرح جناب حضور مین پہونچا دو غرضکہ
چار آدمیون کی معاونت اور استعانت سے جناب مولوی صاحب کو لیکر
جہان جناب حضور تشریف رکھتے تھے آئے اور قدمبوس ہوکر زار زار رونے لگے
اور یہہ عرض کرنے لگے کہ یہہ میری خوبی قسمت کی بات ہے کہ جناب حضور
میرے مکان پر تشریف لائین اور مین اپنی بیماری کیوجہ سے حاضر خدمت نہو
سکون آپنے فرمایا مولوی مولوی تم تو اچھے ہو یہہ فرماتا تھا کہ مولوی صاحب
اچھے ہوگئے پھر تو پچاسون بار کوٹھے پر آیا جایا کئے یہہ واقعہ چشم دید برادرم
مولوی شرف الدین احمد پیر منشی ابراہیم جی کا ہے نقل ہے کہ ایک طالب امتحاناً
کوئی چیز ہاتھ مین چھپائے حاضر ہوا کہ اگر اسکو سمجھ جائین تو مین مرید ہونگا چنانچہ جسوقت
وہ حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ فلان چیز چھپائے ہوئے ہو اوسے دیدو آیندہ تمہین اختیار
ہے مرید ہو کہ نہو فقیرون سے دل لگی اچھی نہین پس یہ فرماتا تھا کہ وہ طالب بیتاب ہو
کر پیرون پر گر پڑا اور رونے لگا آخر وہ مرید ہوا جل شانہ کیا خوش قسمت آدمی تھا نقل ہے
کہ ایک مرتبہ آپکو بخار کا عارضہ ہوگیا آپ اوسی شدت مین پالکی پر سوار ہوئے

کہ ناگاہ ایک پولیس نے دیکھا تو حسب ہدایت قانون حفظان صحت آپ کو اوسنے کہا
کہ آپ اوتر جائیں آپ بیمار ہیں آپ نے ہنسکر فرمایا کہ ہم بیمار نہیں ہیں تو بیمار ہو یہ آپکا فرمانا
تھا کہ بیچارہ کی کل کیفیتیں جاتی رہیں آپ نے خادم سے فرمایا کہ دیکھو اب تو ہم بیمار نہیں ہیں
اب اوس پولیس کا حال سنئے کہ ابھی اندر گاڑی سے پلیٹ فارم پر پہنچا تھا کہ دوسرے مسافر اوس
سے کسی بات پر لڑائی شروع ہو گئی اور اسطرح وہ نوبت پہنچی کی وہ ال ٹی کہ خدا تیری پناہ وہ
سپاہی زمین پر گر پڑا ایک ٹیڑا اوسکی ٹوٹ گئی مسافر [illegible] پکار کر کہنے لگا کہ پھر اچھے تو [illegible]
[illegible] جاتا تھا لوگ جمع ہو گئے اسٹیشن ماسٹر نے اوسپر مقدمہ قائم کرکے فوراً اوسکو
حوالات میں روانہ کیا آپ نے خادم سے ہنسکر فرمایا کہ چلو کام ہو گیا اتنے میں گاڑی کھل گئی
سچ ہے بزرگان دین کے ساتھ بے ادبی نہیں کرنا چاہیے ورنہ انسان جلد آفت میں گرفتار ہو جاتا ہے

شعر
از خدا خواہیم توفیق ادب ۔ بے ادب محروم ماند از فضل رب

نقل ہے کہ آپ نے تھوڑے دنوں
تک دودہ اور سوہانا کھانا معمول فرمایا تھا اور چھوٹے بھائی کریم احمد صاحب کو جنکا لقب معروف شاہ
ہو گئی تھی حضرت موصوف الیہ دستور صبح وشام دودہ اور سوہانگہ لیکر حاضر خدمت ہوا کرتے ایک
شب کا واقعہ ہے کہ حسب معمول دودہ لیے جاتے تھے کہ صدر دروازہ پر جس مکان میں آپ
تشریف رکھتے تھے ایک بڑے کتے کا دیکھا جب قریب اوسکے گئے تو وہ کتا اتنا بڑا ہو گیا کہ وہ اپنے
اگلے پاؤں اوسنے اوپر کی چوکھٹ پر رکھے اور پچھلے دونوں پاؤں نیچے کی چوکھٹ پر رکھکر
سیدھا کھڑا ہو گیا کیفیت دیکھکر موصوف الیہ نہایت پریشان ہوئے اندر مکان سے آپ نے فرمایا کہ چلے
آؤ ڈرو نہیں پھر تو موصوف الیہ ڈر اوسکے بدن کو رگڑتے اندر مکان میں چلے گئے پھر کتا بھی
معلوم نہیں کہاں غائب ہو گیا اور موصوف الیہ کے پیچھے پیچھے چلا جب موصوف الیہ خدمت میں حاضر
ہوئے عرض کیا کہ آج تک [illegible] ایسا [illegible] نہیں دیکھا تھا آپ نے فرمایا کہ وہ کتا کہاں ہے موصوف الیہ نے

عرض کیا کہ کیا بیٹھا ہوا تھی آپ نے فرمایا کہ وہ ہانڈی جسمین شیرینی ہوئی آوے جب شیرینی آئی تو آپ نے اوس
سکے کے سامنے رکھدی کتّا شیرینی ہانڈی سے نکال نکال کر کھاتا تھا کیفیت دیکھکر دیکھنے والے ششدر و
گھبرائے حضرت نے فرمایا کہ تمھارے مکان مین رہتا ہے اسکے کھانے
کی تم کچھہ خبر نہین لیتے ہو کیک مرتبہ اسنے حاضر ہوکر شکایت کی ہے آپ
اسکا خیال ضرور رکھنا چنانچہ اسوقت تک اوس حکم کی تعمیل ہوا کرتی ہے آپکے
ہزارون جن مرید ہین بعض بعض جن بھائیون سے لوگون کو ملاقات ہوئی
نقل ہے کہ ایک بزرگ پاک پٹن سے بغرض حصول ملازمت حاضر خدمت ہوئے
خدامون نے اون سے کہا کہ اسوقت موقع قدمبوسی کا نہیں ہے [illegible]
لیکن اونہین کب صبر تھا بے چین ہو ہو کر کہتے کہ کب اپنی کوئی جاکر اطلاع [illegible]
اتنے مین جناب حضور سے طلبی ہوئی وہ حاضر خدمت ہوئے اور قدمبوس ہو کر
علیحدہ خاموش بیٹھے آپ نے فرمایا کہ بیاض لے آؤ خادمون نے بیاض حاضر کیا
آپ نے اوس بیاض سے دو چار شعر پڑھ کر سنایا وہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ آج
بتیس ۳۲ برس پر یہہ نعمت ملی ہے عالم رویا مین یہ آواز سنی تھی آج اوس خواب
کی تصدیق ہوئی آپ نے فرمایا **شعر** ندارم ذوق رندی نہ خیال پاکدامانی
مرا دیوانہ خود کن بہر رنگیکہ میدانی ؛ یہہ سکر روحی الکیف بھو [illegible] آپنے
اونکو رخصت کیا اور فرمایا کہ اگر محبت ہے تو ہم تمھارے ساتھہ ہین تم مجھے یاد رکھو
گے تو مین بھی تمھین یاد رکھونگا نقل ہے کہ ایک جگہہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے رونق
افروز ہوئے صاحب خانہ کے یہان ایک مولوی صاحب متعصب تھے وہ ہمیشہ
آپ کی مخالفت مین لوگون سے تقریر کیا کرتے اتفاقاً جناب حضور پاک ان

دوسرے معتقد کے یہان تشریف لیجانے لگے اوسوقت بہت سے آدمی
آپکے ساتھ تھے مولوی صاحب بھی بنظر تماشا دریچہ سے سر باہر نکالکر
دیکھنے لگے ناگاہ آپکی نظر مولوی صاحب پر جا پڑی نظر پڑتے ہی مولوی صاحب
جامہ سے باہر ہوگئے نہایت جوش مین آکر کپڑے پھاڑ ڈالے اور قدمون پر آگر
اور آخر مرید ہوگئے اور ترک دنیا کر بیٹھے سبحان اللہ تعالے ہو یعلم السر
والاخفی وہو علی کل شئ قدیر نقل ہے کہ جناب امام الاولیا ایک
دن چھندرگڈھ مین غسل فرما رہے تھے کہ یکایک درمیان غسل کے آپنے
فرمایا کہ جلدی پانی لاؤ اوس عجلت مین آپ نے دو تین گھڑے اپنے بدن
مبارک پر جلدی جلدی اونڈیل دیے اور فوراً کوٹھے پر جہان اوترے تھے
چلے گئے اور دروازے کوٹھری کے بند کردیے تھوڑی دیر بعد صاحب
خانہ کو طلب فرمایا وہ حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا کہ سر کپڑون سے
پونچھ دو جسوقت وہ سر کپڑون سے پونچھنے لگے کہ اونکی نظر آپ کے شانون
پر جا پڑی دیکھا کہ دونون شانون مین دو سوراخ ہین جن سے خون جاری ہے
رو کر عرض کیا کہ یا حضرت یہہ کیا ہے آپ نے شانون پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ کیا
ہوا تھے مین وہ زخم غائب ہوگیا نہین معلوم کہ کیا ہوا کیا تھا نقل ہے کہ ایک مرید
آپکے عبد الرزاق شاہ نامی کمال جوش مین آکر افشاے راز کرنے لگے آپنے فرمایا
کہ چپ رہو اوسدن سے شاہ صاحب تم دم تک چپ رہے ایک زمانہ تک
باڑہ مین جناب بہادر علیخان صاحب خان بہادر کے مکان مین مقیم رہے وہین اونھون نے
انتقال بھی کیا لوگون کا بیان ہے کہ جب قریب وقت اونکے انتقال کا آیا

تو لوگون کو اشارہ سے کہا کہ ہمین تنہا چھوڑ دو جب سب آدمی اوٹھ گئے تو اوسی
ملک اچھا ہوئے **نقل ہے** کہ ایک مرید آپ کا دور سے آپ کی ملازمت
کو حاضر ہوا اوسنے عرض کی کہ اب تو مین یہان سے نجاونگا مگر ہان ایک شرط ہے
کہ آپ ہر وقت میرے ساتھ رہین آپ نے تبسم فرمایا کہ اچھا جاؤ اب اوس مرید کی
تھوڑی دیر بعد یہہ حالت ہوئی کہ کسی جگہہ ٹھہر نہین سکتا اور پکار پکار کر کہتا کہ
حضرت امام الاولیا ساتھہ ہین کیونکر بیٹھون اور کیونکر سوؤن حضور سامنے
کھڑے ہین آخر یہہ عالم ہوا کہ غریب پیشاب پاخانہ سے مجبور ہوگیا جب اوسکی
حالت ردی ہوئی تو لوگون نے جاکر عرض کیا آپ متبسم ہوکر فرمائے کہ اوسکو
سامنے لاؤ جب تک اوسکو سامنے لائین وہ ہوش مین ہوگیا پھر وہ رخصت
کردیا گیا **نقل ہے** کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا امام الاولیا مجھے کچھہ بتادیجئے
کہ مین اوسکو پڑہا کرون آپ نے ایک چیز بتادی تیسرے دن وہ روتا حاضر ہوا
آپ نے فرمایا کہ تمھاری قسمت مین نہین ہے جب رخصت کردیا گیا تو لوگون نے
پوچھا کہ بات کیا تھی اوسنے کہا کہ مجھے حضرت نے ایک دعا بتائی تھی مین نے
اوسکو پڑہنا شروع کیا دو تین مرتبہ پڑہا ہوگا دیکھتا کیا ہون کہ میرا دہنا ہاتھ
میرے جسم سے علیحدہ ہوگیا اور بائین بازو کی بھی کیفیت ہو چلی یہہ دیکھکر
گھبرا اوٹھا اور پڑہنا چھوڑ دیا پھر دوسری شب کو جو پڑہنا شروع کیا تو کوئی
کیفیت نہوئی آپ نے پانچ دفعہ پڑھنے کو فرمایا تھا مین نے اوسکو سیکڑون
دفعہ پڑہا مگر کچھہ نہوا آج حاضر ہوا تو آپ نے یون فرمایا سچ ہے جسکی جو قسمت
مین ہوتا ہے اوسکا ویسا ہی سامان ہوتا ہے **نقل ہے** کہ جناب حضور

سیر و سیاحت فرماتے ایک بستی مین تشریف لے گئے اور ایک مرید کے مکان
مین فرود ہوئے تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا کہ یہان نہ رہونگا وہ غریب جسکے
مکان مین آپ تشریف رکھتے تھے سخت پریشان ہوا پھر آپ نے فوراً دوسری
جگہہ جانیکا قصد فرمایا اوس بستی سے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جو بستی تھی وہان
تشریف لیچلے راستہ مین ایک باغ ملا وہان جاکر آپ نے استراحت فرمائی اس
مین ایک شخص قبیح المنظر حاضر خدمت ہوا خدا جانے کیا باتین ہوئین آپ نے
فرمایا کہ لوٹ چلو پھر آپ اوسی شخص کے مکان پر تشریف لے گئے جسکے یہان
آپ تشریف لائے تھے اوسوقت مغرب کا وقت تھا تھوڑی دیر بعد آپ نے کھانا
طلب کیا اور فرمایا کہ فلان شخص جو اس بستی مین رہتا ہے اوسکو جلدی بلا لاؤ لوگ دوڑے
اور اوسکو بلا کر لائے وہ بھی آپ کا مرید تھا آپ نے فرمایا کہ تو کھانا ہمارے ساتھ
کھا مگر جسوقت چراغ گل ہوجائے فوراً کھانا چھوڑ دینا مختصر یہ کہ دو چار ہی لقمے
کے بعد چراغ گل ہو گیا آپ نے فرمایا کہ اسکے جوٹھے کو کہین دفن کردو اور اب
چراغ روشن کرو خادمون نے بموجب ارشاد چراغ روشن کیا اور اوسکے جوٹھے
کو مدفون کرنے کے لیے لیچلے گاڑتے وقت لوگون نے دیکھا تو بالکل پیالے
مین خون تھا جب مدفون کرکے آئے تو لوگون نے حضرت سے پوچھا کہ ماجرا کیا
تھا آپ نے تبسم ہوکر فرمایا ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت -
پھر آپ دوسری جگہہ تشریف لیگئے نقل ہے کہ ایک ولایتی مولویصاحب
آپ کے خلاف مین باتین کیا کرتے اور اکثر مریدون کو آپ کے بہکایا
کرتے ماشاءاللہ مولویصاحب کا علم اچھا تھا اور تقریر بھی ایسی پاکیزہ

تھی کہ خواہ مخواہ اونکو دام تزویر مین لوگ آجایا کرتے رفتہ رفتہ جناب حضور کو لوگون
نے آکر کہا کہ ایک ولایتی مولوی آپ کی خلاف شان باتین کیا کرتے ہین اور
اونکو برا بھلا کہتے ہین آپ متبسم ہوکر چپ رہے اتفاقاً آپ وہان تشریف لے گئے جہان
مولوی صاحب تشریف رکھتے تھے جناب مولوی صاحب کے ساتھہ دو چار مستعد طلبا
بھی رہا کرتے تھے اچانک مولوی صاحب اوسی راستہ ہوکر گذرے جس جگہہ جناب ابا الاولیا
تشریف رکھتے تھے لوگون نے کہا کہ یا حضرت وہی مولوی صاحب مع طلبا جا رہے
ہین آپ نے سر اوٹھا کر دیکھہ لیا دیکھنا تھا کہ مولوی صاحب کی حالت خراب
ہوئی وہانسے جیون تیون عمامہ او جبہ سنبھالے تشریف لائے مگر جب جناب حضور
کے قریب آئے تو فرط اشتیاق اور جوش مین پگڑی سر سے اوتار آپ کے قدمون
پر گر پڑے اور فوراً توبہ کی اور مرید ہوگئے بعد ازان طلبا نے کہا کہ اے استاد یہ
جو ہونا تھا سو ہوا اب کس خیال مین بیٹھے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ بابا تم
لوگ گھر جاؤ کہہ دینا کہ ایک ہندی نے مار ڈالا وہ لوگ تو واپس لوٹ گئے اور
مولوی صاحب نے اپنے کل کپڑے پھاڑ کر پرزے پرزے کر ڈالے آپ نے
اونکو تہ بند عنایت کیا اور ولایتی شاہ اونکا نام رکھا ایک زمانہ تک
اونکو سیر و سیاحت کا حکم ہوا بعد اوسکے دہلی مین رہنے کی اجازت ہوئی
ولایتی شاہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب وجد اونکو ہوتا تو ہفتہ ہفتہ
ہوش مین نہین رہتے اب اونکی کیفیت معلوم نہین کہ کہان ہین جب
لوگ پوچھتے ہین تو آپ فرماتے ہین کہ کہین ہونگے اسی طرح آپکی بہت سی کرامتین
جنکا شمار نہین ہے آج بھی جن بی بی نامی ایک عورت دیو سے مین

آپ کے حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کے مزار پر بیٹھی ہین جسکا دل چاہے دیکھ لے
جب سے آپ نے فرمایا کہ جمن اب بیٹھ جاؤ اس وقت تک پھر وہان سے نہ اوٹھین
حالانکہ اونکے ہاتھ پاؤن سب صحیح ہین مولف نے اکو اون سے نیاز ہے مین نے
پوچھا تھا کہ بی جمن کیون اوٹھتی نہین ہو کہنے لگین کہ میان کیونکر اوٹھون
لاکھون من کا بوجھ ہے جس سے اوٹھہ نہین سکتی متوکلا علے اللہ بیٹھی ہین جناب
مستقیم شاہ کا اتنا زمانہ نہین گذرا ہے یہہ ایک شریف خاندان کی لڑکی
آپ کی عنایت سے اس رتبہ کو پہونچین کہ انکی قبر پر چادر چڑھتی ہین آپ کی
عاشق تھین شادی بیاہ کچھ نہین کیا کم سنی مین بہت پوش ہوئین اور ساری عمر
متوکل علے اللہ بیٹھی عبادت مین مشغول رہا کین پانچ چھ برس کا زمانہ ہوا کہ اونہون نے
انتقال فرمایا انکی قبر قنوج مین ہے احمد شاہ جنکا پہلا نام واحد علیخان تھا ہم
ہادی علیخان صاحب رئیس فرخ نگر کے صاحبزادے ہین اللہ انکو زندہ رکھے
آپ نے بھی ترک دنیا کیا جناب امام الاولیا نے انکو بھی بہت عنایت فرمایا ہے
قابل ملاقات آدمی ہین معروف شاہ جنکا پہلا نام سید کرم احمد تھا اوسی
قصبہ دیوہ کے رہنے والے ہین اور وہان کے رئیسون مین ہین جناب حضرت
امام الاولیا کی عنایت سے اونہون نے بھی ترک دنیا کیا حضرت نے اونکو
بھی بہت عطا کی ہے کیا ذی اخلاق اور اہل ہمت شخص ہین کہ سبحان اللہ
خداوند کریم نے ہر طرح کی لیاقت اور قابلیت بخشی ہے مولف سے
کمال الفت رکھتے ہین ابتداء ایام طفولیت سے آج تک جناب معروف شاہ
گویا حضرت ہی کی خدمت مین رہے اونکی کیفیت قابل دید ہے

مولف کتاب ہذا اوسی سرکار دوالاقتدار کا بندہ ہے جسکا لقب حاجی الحرمین
حضرت سید وارث علی شاہ امام الاولیا سے پہلا نام میرا
حکیم سید مبارک حسین تھا جب سے کہ حضرت امام الاولیا نے بہمت عنایت بیعت
فرمایا ہے سید عبیدالاو شاہ کے نام سے پکارا جاتا ہون مکان ہمارا موضع شیخا بیگہ
ضلع گیا مین ہے ۱۴ شوال سنہ ۱۳۱ ہجری مین جبکہ میری
غالباً ۲۳ برس کی عمر ہوگی تھی مجھے بہت تمنا ہوئی مجھے بیعت مولانا سید فخرالدین
احمد المعروف بحکیم بادشاہ نقشبندی الہ آبادی علیہ الرحمۃ سے تھی مین جب بغرض
تحصیل و تکمیل فن طبابت الہ آباد گیا تہا اونہین دنون میری تعلیم بطریقہ نقشبندیہ
ہوئی تھی مین نے طبابت بھی جناب مولانا علیہ الرحمۃ ہی سے پڑھی تھی جب تک
مولانا زندہ رہے برابر خدمت مین حاضر رہا کیا جب مولانا علیہ الرحمۃ نے
انتقال فرمایا تو فقیر نامساعدت روزگار سے بنظر اجراے مطلب پٹنہ رہنے کا زیادہ
اتفاق ہوا اختلاف آدمیونکی صحبت نے مجھے بیکار کردیا چندے اپنے
معمولات سے دور ہوگیا اوسی زمانہ مین جناب حضرت امام الاولیا عظیم آباد
تشریف لاے اور مولوی سید فضل امام خان بہادر کے مکان پر فروکش ہوے
ساکنان موضع بیورہ آپ کے بڑے معتقد ہین اور اکثر ونکو آپ سے بیعت ہے
چنانچہ مولوی سید شرف الدین بیرسٹر اور مولوی عبد الحمید صاحب وکیل اور مولوی
نصیر الدین ڈپوٹی مجسٹریٹ و منشی محمد اسمعیل صاحب آپ ہی کے مرید ہین چونکہ ان لوگون
مولف کی عزیزداری ہے لوگ مجبور ہوکر مجھے وہان لے گئے جہان جناب
امام الاولیا تشریف رکھتے تھے جسوقت قدمبوسی کو حاضر ہوا جناب حکیم

یعقوب صاحب نجیب آبادی نے جو ہم لوگون کے دوستون مین ہین بیان عرض
کیا کہ حکیم سید مبارک حسین صاحب جو حاضر خدمت مین بڑے سیاح ہین بغداد وغیرہ
تمام سیر کر آئے ہین حضور نے مجھسے انکی کیفیت پوچھی اور بغداد شریف اور کربلائے
معلی اور نجف اشرف کا حال دریافت فرمایا جہانتک میرا علم تھا عرض کیا پھر آپنے
رخصت کیا رخصت کرنے وقت غایت محبت سے پیٹھ ٹھونکی اور فرمایا کہ حکیم جی
جسطرح سو لفظ اور کا سعنی (؟) یاد رکھتے ہو مجھے بھی یاد رکھنا مین بھی تمہین یاد رکھونگا
الاخر جناب حضور پُرنور تشریف لے گئے اور مین بدستور اپنے معمولات سے
دور اوسی مطب کے پیچھے تین برس پڑا رہا اسی درمیان مین مجھے کلکتہ جانے کا اتفاق
ہوا اکثر عزیزان ہمارے اون دنون وہان رہتے تھے ایک عزیز نے مجھسے
کہا کہ بھائی یہان ایک درویش رہتے ہین اونسے ضرور ملئے چونکہ میرے وہ
ہم مذاق تھے مین سمجھ گیا اور اون بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا دیکھتے ہی
شاہ صاحب نے فرمایا شعر گر نبودے ذات حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کردے سجود پھر مجھسے پوچھا کہ آخر مین شعر
کسکا ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا پھر اون سے مذاق کی
باتین ہوا کین رخصت ہونے وقت شاہ صاحب نے فرمایا کہ تمنے
بہت دیر کی پھر ملنے جانا رات کو جہان مین ٹھہرا ہوا تھا اپنے بھائیون کے
ساتھ کھانا کھاکر سو رہا خواب مین دیکھتا کیا ہون کہ وہی شاہ صاحب
مجھے جگا رہے ہین خواب سے جو چونکا تو دیکھا کہ شاہ صاحب موجود
ہین محض خواب و خیال سمجھکر سو رہا پھر بدستور موصوف الیہ کو جگاتے دیکھا

اسیطرح تین بار یہہ کیفیت ہوئی صبح ایک دوست کو لیکر جناب موصوف کے
خدمت مین حاضر ہوا دیکھتے ہی فرمائے کہ رات تو خوب سوئے مین نے
کہا مہمان نوازی خوب کی پہر جناب موصوف نے یہہ کہکر رخصت فرمایا
کہ تلاش کرو مین رخصت ہوکر عظیم آباد آیا جب سے وحشت دل کی زیادہ ہوئی
اکثر گہبرا گہبرا دریا کی طرف شبکو نکل جاتا اور کبھی اپنے ہم مذاق دوستون
کی خدمتون مین جایا کرتا ایک دن بزرگان دین کا جو اس زمانہ مین موجود تہا
ذکر آیا مین نے کہا کہ میرا قصد مصمم ہے کہ ان بزرگون سے ملون غرض دل مین یہہ
بات ٹہنی ہی کہ اوسی دن روانہ ہوا مختصر یہہ کہ بارہ بنکی اوترا اور دیوہ
شریف پہونچا وہان معلوم ہوا کہ حضرت امام الاولیا سہالی تشریف لے گئے
ہین اوسی وقت وہان گیا دیوے سے تین کوس پر وہ بستی ہے غرض حسب قسمت
قدمبوسی کو حاضر ہوا آپ متبسم ہوکر فرمائے کہ آ گئے اچھا جاؤ مزے کرو مین نے
کچھ مطلب اس کہنے کا نہ سمجھا جہان اور سب آدمی تھے وہان آکر بیٹھا یہان جو جو
اہل ریاضت فقرا آپ کے تھے اونکی کیفیت دریافت کرکے اور بھی وحشت بڑھی
پہر طلبی ہوئی مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا جاؤ جاؤ یہان دوئی کا گذر نہین ہے
تم تو مرید ہو چکے ہو جاؤ اوسی کو کرو مین نے دل مین کہا کہ خیر یہہ اپنی قسمت
کی بات ہے یہان نہی اور جگہہ سہی مگر جو سوال کہ مین خاطر سے اوسکا جب تک
جواب نملیگا نجاونگا پہر آپ نے طلب فرمایا اور وہ مین باتون کا جواب دیا اور فرمایا
اچھا جاؤ مقصد تمہارا عظیم آباد آؤنگا تو تمسے ملونگا یا بلالونگا مین رخصت ہوا اور
لکہنؤ اور کانپور ہوتا ہوا الہ آباد آیا یہان حضرت فقرا سے ملا ... اور فرمایا

مین سنے ملاقات ہوئی بالاتفاق سبھون نے کہا کہ گھبراتا نہین پاسے استقلال
سے گذرنا غرض جناب مولانا سید فخر الدین صاحب علیہ الرحمۃ کے مکان پر آیا اور
جناب مولوی مسیح الدین احمد صاحب سے جو جناب مولانا کے صاحبزادے ہین
ملاقات کی جناب موصوف کو مجھسے دلی ربط ہے کمال درجہ کی عنایت فرماتے
ہین مین نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ جب سے مولانا علیہ الرحمۃ نے انتقال
فرمایا کیا کہون کہ میری کیا حالت ہوئی اب دستگیری آپ کیجیے بعض آدمیون
کی رای ہوئی کہ مولوی فضل الرحمن صاحب مرادآبادی سے یہان رجوع کرون لیکن
جناب مولوی مسیح الدین صاحب نے فرمایا کہ کیا تمپر نظر جناب امام الاولیا حضرت
سید وارث علی شاہ صاحب کی تو نہین پڑی مین نے عرض کیا کہ ہان مین بچپنے سے
ہوتا ہوا حاضر ہوتا ہون مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب اس زمانہ مین کون او
برابر ہے بہت مناسب جہان تک تمھارا ہو کوشش کرو دو یک روز رہکر
سیدھے عظیم آباد چلا آیا بعد ہفتہ عشرہ کے جناب امام الاولیا عظیم آباد
تشریف لائے مین حاضر خدمت ہوا فرمایا کہ جاؤ اب جب مین جاؤن تو
آپ برابر یہی فرمائین کہ جاؤ جاؤ آخر ایک ساقی نامہ لکھکر پیش کیا آپ خوش
ہوکر فرمائے کہ تو ازلی شاعر ہے پھر آپ نے فرمایا کہ ایک ہولی کہہ لا چنانچہ
مین نے ہولی عرض کی آپ نے خوش ہوکر فرمایا کہ حکیم جی ہولی لازم مین نے عرض
کیا بسم اللہ غرض دو تین روز رہکر آپ دیوان تشریف لے گئے مین بھی ساتھ
ہوا جسوقت پھر مین دیوان پر آیا دل کی اور ہی کیفیت ہوگئی کیا کہون کہ اس
وقت کیا عنایت اور رحمت مجھپر ہوئی دیکھا سو دیکھا سونا سو سونا اسوقت سے

دل مین ایک فریفتگی کی کیفیت پیدا ہوئی پھر آپ گورکھپور تشریف لیجانے
لگے جو جو آدمی ساتھ سیوان تک آئے تھے رخصت کردئے گئے مولوی سید
شرف الدین صاحب بیرسٹر اور دو ایک آدمی آپ کے ساتھ گورکھپور گئے
مین بھی ساتھ ہوا غرض گورکھپور مین شب کے وقت دوسری کیفیت گذری
اوسے کیا لکھون جل جلالہ وعم نوالہ اب گورکھپور سے ہم لوگ رخصت کردئے گئے
اور جناب حضرت تشریف لے گئے رخصت ہوتے وقت آپ نے مجھے فرمایا کہ
ایک مثنوی لکھنا چنانچہ وہ مثنوی لکھکر دو تین مہینے بعد حاضر خدمت
بابرکت ہوا ایکی فتح پور مین ملازمت ہوئی آپ بہت خوش ہوئے
اور فرمایا کہ اچھا ایک شجرہ عربی مین لکھنا جسکا وزن قصیدہ غوثیہ کا ہو
آپ کی برکت سے وہ خدمت بھی بجا لایا وہان سے پہونچکر رخصت کر دیا گیا
اسدفعہ کوئی نئی بات نہین ہوئی جب مین عظیم آباد واپس آیا تو دلکو کمال
انتشار رہنے لگا۔ آخر دوسری مثنوی فارسی مین مولانا روم علیہ الرحمۃ
کے طرز پر لکھنے کا اتفاق ہوا اوس مین جو کچھ لکھا ہے اپنا واقعہ ہے
غرض ایک شب کا ذکر ہے کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مجھے زرد رنگ کا کفن
لوگ پہناتے ہین مین نے اون لوگون سے خواب مین کہا کہ یہ کیا ماجرا ہے
کہ زندگانی مین کیون کفن پہناتے ہو اس اثنا مین کیا دیکھتا ہون کہ بہت سے
آدمی جنازہ لئے جاتے ہین مین نے پوچھا کسکا جنازہ ہے یہان مجھے یاد
نہین آتا کہ لوگون نے اوس خواب مین کیا جواب دیا مگر اتنا کہہ سکتا ہون
کہ آواز آئی پانی لاؤ پانی لاؤ مین جلدی سے پانی لیکر حاضر ہوا دیکھتا ہون

تو اپنا ہی جنازہ ہے یہہ خواب دیکھکر نہایت تشویش ہوئی جب مثنوی فارسی
ختم ہوئی تو پہر حاضر خدمت ہوا آپکی دیوڑے مین ملازمت نصیب ہوئی آپ
مثنوی ملاحظہ فرماکر بہت خوش ہوئے اتفاقاً اوس شجرہ عربیہ کو جسے
مین نے لکہا تہا آپ خود میرے سامنے پڑہنے لگے اوسوقت دل قابو سے
جاتا رہا اور بکمال گریہ وزاری ہوئی آپ نے گلے لگایا اور فرمایا کہ تم تو حسینی
ہو تمہارے دادا نے جب گردن دی تھی تو یہہ نعمت پائی تھی تمسے کیا اغماض
ہی یہہ آپکا فرماتا تھا کہ مین نے تہمت کی تیاری کی اور ہمراہ جناب معروف شاہ
اور سید ظہیر شاہ و مولوی بشارت حسین کے تہمت لیکر حاضر خدمت ہوا آپنے اپنا
ملبوسی تہمت جو زرد رنگ کا تہا مجہے عنایت کیا اور فرمایا کہ لو یہی کفن ہے
پہنلو اوسوقت اوس خواب کی تصدیق ہوئی مین نے تہمت باندہی اور ترک
لباس دنیا کیا جب آپ تہمت عنایت کر چکے تو آپنے فرمایا کہ تمہارا نام
سید عبد اللہ شاہ رکہا جل شانہٗ بزرگون کی بات کو کوئی کیا سمجہ سکتا ہے
یہہ سب ازلی معاملات مین ورنہ کہان مین اور کہان یہ نعمت یہہ سب
آپکی بندہ نوازی سے سچ ہے **شعر** بے عنایات
حق و خاصان حق ؔؔ گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق ؔؔ یارو
مقام اسکا ہے کہ میرے حق مین دعا کرو کہ خدا اپنی محبت بخشے اور
مکروہات دنیا سے بچائے — **ابیات لمؤلفہ**

اے تو ما را حاصل دنیا و دین	چون نسایم سر ورت ایلا ببین
کس نمی دانستہ کہ آخر کیستی	از چہ در تکبیر تکدیر استی

مرحبا خوش کردی ای برخ نقاب | عالمے را کردی زین رو خراب
تاکجا از من حجاب اے ذوالمنن | یک نفس از تن برون خیمہ بزن
حال دل از تو نہفتن ابلہی ست | کہ ترا از جملہ عالم آگہی ست
بر تو مخفی نیست راز جان و دل | گشتم از گفتار ایدون منفعل
شرم آید در غم ہجر از حیات | از چہ ماندم در جہان بے ثبات
ہمچو گوئی گو ز چوگان او فتاد | می دوم ہر سو پریشان نامراد
رحم کن اے آنکہ نامت حرز جانست | صیقلے بہر دل و دیدہ زبانست

فضیحت شاہ صاحب آپکا پہلا نام منشی ظہور علی قادری صدیقی تھا آپ موضع بازید پور پرگنہ سماے ضلع گیا صوبہ بہار کے رہنے والے ہیں لیاقت ظاہری اور معنوی سے معمور ہیں خدا نے ہر طرح کی قابلیت بخشی ہے آپکو بیعت جناب حضرت شاہ مساو صاحب علیہ الرحمۃ سے تھی آپکو بھی جناب حضرت امام الاولیا نے تہہ بند عنایت کی اور فضیحت شاہ وارثی نام رکھا ۲۴ شعبان ۱۳۱۹ ہجری میں آپ نے ترک لباس کیا مولف ہذا سے کمال محبت رکھتے ہیں برباد شاہ پہلا نام آپکا سید عبدالواحد تھا آپ موضع چنڈہاری ضلع مونگیر کے رہنے والے ہیں آپ نے بھی ۱۵ شعبان ۱۳۲۰ھ کو ترک لباس کیا حضرت امام الاولیا نے آپکو تہہ بند عنایت فرمایا تو آپکا نام برباد شاہ رکھا اب انہی نام سے پکارے جاتے ہیں مولف سے کمال درجہ کی محبت رکھتے ہیں — احمد علی شاہ انکا مکان ٹھڑے شیخپورہ ضلع مونگیر میں ہے پہلا نام انکا جمال الدین تھا اب احمد علی شاہ کے نام سے مشہور ہیں انکو بھی حضرت نے تہہ بند عطا فرمایا

مولف اسکے خوب واقف ہے آدمی صحبت دار ہین ۔ نقل ہے کہ جن دنون
لکھنو مین نوابی تھی شیعون کی سخت کثرت تھی اور یہہ اکثر نئے شدہ
باتون پر شیعون سے جھگڑا کرتے تھے علے الخصوص انکی مجلس مین اگر کوئی
سنی آجاتا تو اوسکو بہت تنگ کرتے تھے ایک دن آپ شریک مجلس ہوئے
جسوقت مرثیہ خوان نے آپکو دیکھا ہیبت سے تھرا گیا اور فوراً منبر سے اوتر
آیا اور کہنے لگا کہ اب مجال نہین کہ منبر پر بیٹھون جناب حضرت امام الاولیا
تشریف لائے بہتر ہے کہ فاتحہ پڑھ کر ختم کرو اوسوقت اوس مجلس کی کیا
کیفیت لکھون کہ کیا صورت تھی سب کے سب منہ تاکتے رہ گئے ۔ اور کسی سے
کچھہ بن نہ آئی پھر آپ جہان فرود تھے تشریف لے گئے ۔ اللہ رے ہیبت ربانی و
دہشت سبحانی کسکی مجال تھی کہ آپ کے سامنے آتا نقل ہے کہ ایک
لڑکی کی آنکھہ دکھنے آئی اور بسبب بے تدبیری کے اوسکی آنکھہ خراب ہوگئی
اوسکی ماں نے آپ کے قدمون پر لاکر رکھدیا آپ نے فرمایا کہ یہہ تو اچھا تھے
لیجاو چلتے وقت آپکی خاک پا کو اوس عورت نے لے لیا برابر اسی
خاک کو لگایا کی اوس لڑکے کی آنکھہ اچھی ہوگئی سبحان اللہ کیا شان
رحیمی ہے ۔ شعر رحمت حق بہانہ می جوید   رحمت حق بہا نمی جوید
نقل ہے کہ آپ نے ایک نعمت پوش فقیر کو حکم دیا کہ فلان جنگل مین جاکر توکلا
علے اللہ بیٹھ جاو و بموجب ارشاد عالی جنگل مین رہنے لگا ایک مدت
و بیٹھا رہا اتفاقاً کوئی آدمی اوس فقیر کو کرتہ دیگیا قضا کار اوس فقیر
نے اوس کرتہ کو پہن لیا پہننا شرط تھا کہ سٹری ہوگیا لوگ اسی واقعہ سے

خبر نہین رکھتے تھے اور آپ دوسری جگہہ سیر کو تشریف لے گئے تھے
حاضرین بزم سے آپ نے فرمایا کہ فلان شخص جو جنگل مین رہا کرتا تھا اوسکو
کسی نے دہتورہ پلادیا جب ولوے آپ تشریف لائے تو حقیقت سبہونکو
معلوم ہوئی اَللّٰہُمَّ احْفَظْنَا مِنْ خَطَوَاتِ النَّفْسِ وَ الْہَوَا وَ ثَبِّتْنَا قَدَامَنَا
عَلَی التَّسْلِیْمِ وَ الرِّضَاءِ **نقل** ہے کہ تیسری بار جب امام الاولیا بارادۂ حج
بیت اللہ ہوئے تو اثنا ر راہ کوہستان مین ایسی جگہہ آپکا گذر ہوا جہان
ڈاکوؤن نے اپنی کمین گاہ بنارکہی تھی جو مسافر اوس طرف سے جاتا اوسکو
لوٹ لیتے اور مار ڈالتے آپ سے کیک آدمیون نے کہا کہ آپ ہرگز اوس
راہ سے تشریف نہ لیجائین آپ نے فرمایا ماجرا کیا ہے اون لوگون نے کہا
کہ حضرت اون ڈاکوؤن نے ایک شتر پالا ہے اور اوسکی ایسی تعلیم کی ہے
کہ جب کوئی مسافر اس راہ سے گذرتا ہے اوس شتر کی مہار کہول دیتے
ہین وہ شیر ژیان کیطرح اوس مسافر پر آپڑتا ہے اور کہوپڑی مضبوط
پکڑ کرکے ہلاک کردیتا ہے آپ نے یہہ سنکر فرمایا رضینا بقضاء اللہ
بالجملہ آپ آگے تشریف لیچلے دور سے آپ نے دیکہا کہ آٹھ دس آدمی
ایک ٹیکرے پر بیٹھے ہین اور واقعی ایک شتر بھی اون لوگون کے سامنے
کہڑا ہے جسوقت اون ڈاکوؤنکی نظر آپ پر پڑی سبہون نے اوس شتر
کی مہار کہول کر آپ کی طرف اشارہ کیا وہ شتر مست برق کیطرح آپ
کی طرف آیا آپ زمین پر بیٹھ گئے اور بہت جلال کے ساتھ جاقو
نکال کر جو آپکے پاس تہا اوسکی زبان کاٹ ڈالی شتر نیچے آ رہا

ڈاکوؤن نے جو یہ واقعہ دیکھا تو بہت گھبرائے اور حاضر خدمت ہوئے
جیسے آپ کے چہرۂ انور کو دیکھا محو جمال باکمال ہوا بڑے ادب اور
تعظیم سے اون اعرابیون نے یہ عرض کیا کہ حضرت ہم لوگون کو
اپنا غلام بنایئے آپ متبسم ہوکر اون اعرابیون کی اور اونکے سردار
کی بیعت لی بعد اسکے آپ نے فرمایا کہ یہہ کام نکرو خدا رزاق ہے
اور ہی کچھہ سامان کر دیگا اوسکی رضا پر رہو پھر اون لوگون سے رخصت
ہوکر دوسری جگہہ تشریف لے گئے اور اون لوگون نے اس کام سے
توبہ کی سبحان اللہ بجہہ **نقل** ہے کہ ایک مرتبہ چند روساے معززین بہار
شریف کے کسی مقدمہ فوجداری مین ماخوذ ہوگئے اون لوگون کے
عزیزون نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضرت فلان فلان شخص گرفتار ہوگئے ہو
مین آپ نے فرمایا تو مین کیا کرون وہ لوگ مایوس ہوتے ہوئے
اوٹھے چلتے وقت آپ نے فرمایا جاؤ — **شعر**

دوستان را کجا کنی محروم ۔ تو کہ با دشمنان نظر داری

جلشانہٗ کیا رحمت اوسکی ہے کہ وہ سب جو گرفتار بلا تھے چھوٹ گئے
اسیطرح ایک دوسرا شخص بجرم خفیہ فروشی افیون گرفتار ہوا وہ بھی
زمرۂ غلامان مین سے آپ کے تھا کسیطرح بھاگ کر آپکی خدمت مین حاضر ہوا
اور قدمون پر گرا اور رونے لگا آپ نے فرمایا کہ بد معاش کا کون
ساتھہ دے وہ اور زار زار رونیلگا آپ نے متبسم ہوکر فرمایا کہ
جا پھر ایسا نکرنا چنانچہ وہ شخص حاضر عدالت ہوا اس بنا پر کہ عدالت نا

یہہ مقدمہ قایم کیا گیا ہے بیداغ چھوٹ گیا جل جلالہ کیا تاثیر بزرگون کی زبان مین ہے **نقل** ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا نواگنج حافظ رمضان علی صاحب کے مکان مین رونق افروز ہوئے تذکرہ جناب حافظ صاحب نے پوچھا کہ یا امام الاولیا جناب حضرت شاہ عبد الرزاق بانسوی علیہ الرحمۃ کی کمر سے کیونکر ٹیکا نکلا تھا میری سمجھ مین یہہ بات نہین آتی ہے اور مجھے اسکا یقین نہین ہوتا آپ نے حافظ صاحب سے فرمایا کہ اچھا میری کمر مین ایک چادر لپیٹ کر مضبوط باندھو اور گرہ دیکر دونون گوشے چادر کے مضبوط پکڑو حسب ارشاد عالی حافظ جی نے چادر لپیٹ کر آپکی کمر مین مضبوط باندھا اور گرہ دیکر کھینچا اوسیطرح آپکی کمر سے وہ چادر نکل آئی حافظ صاحب قدم مبارک پر گر کر دیر تک بیہوش رہے جب آپ نے اوٹھایا تو اونکو ہوش ہوا جلشانہ کیا عظمت اور جلالت ہے ہو قادر علی ما تشاء **نقل** ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا ایک دن قصبہ جھنجھو تشریف لیجا نیلگے تیاری جانے کی ہو رہی تھی کہ دایم علیشاہ مرحوم خادم قدیم کو آپ نے معروف شاہ کے پاس بھیجا کہ حضور مین طلبی ہے فورًا جناب معروف شاہ حاضر خدمت ہوئے آپ نے یہ آیت **وباؤ بغضب من اللہ** پڑھا اور فرمایا کہ اسوقت دلپسے کو چھوڑ دو جسنے کی وبا مع لشکر داخل ہوا چاہتی ہے جب تک تم نجاؤ گے ہم نجا ئینگے معروف شاہ اوسیوقت ایک موضع مین جو دیوسے سے تین کوس کے فاصلے پر ہے چلے گئے پھر آپ اونکے جانے کے بعد قصبہ جھنجھو تشریف لے گئے دو مہینہ رہ کر

عارضہ وبا قصبہ دیوے مین پھیلا پندرہ روز تک بازار موت گرم رہا صدہا
آدمی مرگئے سولہوین دن جناب امام الاولیا سیر وسیاحت فرماتے
دیوے تشریف لائے تو وہ بلا جاتی رہی پھر معروف شاہ اوس موضع کے
حاضر خدمت ہوئے نقل ہے کہ ایک مرید آپکا مقروض ہو گیا ظاہرا
کوئی صورت ادا کاری کی روپیہ کے نتھی وہ اس سبب سے بہت پریشان
تھا کسی دم اوسکو چین نہ آتا تھا کہ یکایک ایک شخص آیا اور اوسنے کہا کہ بھیا
تمکو کتنے روپیہ کی ضرورت ہے اوسنے اپنی ضرورت کو ظاہر کیا اوسنے
اوتنے روپئے اوسکو دیدئے چلتے وقت کہا کہ مین نے خواب مین
دیکھا تھا پھر وہ مرید آپکا حاضر خدمت ہوا تو آپ نے متبسم ہوکر فرمایا واللہ
ذو الفضل العظیم نقل ہے کہ باندے مین دو ایسے شخص تھے جو اپس
مین غایت درجہ کی دوستی رکھتے تھے اون دونون نے وعدہ کرلیا تھا
کہ ہم لوگ ایک ہی بزرگ سے مرید ہونگے قضاکار ایک اون مین سے دوسرے
شہر کو چلا گیا اور ایک وہین رہا اسی اثنا مین جناب امام الاولیا نے
رونق افروز ہوئے وہ شخص جو باندے مین رہتا تھا حاضر خدمت ہوا
جسوقت چہرۂ اقدس پر اوسکی نظر پڑی اوسکو آپ سے کمال درجہ کی
ارادت ہوئی مگر اسوجہ سے کہ اپنے دوست سے اوسنے وعدہ کیا
تھا بیعت سے مجبور رہا لیکن اس خیال سے کہ خدا جانے کیا ہو وقت
ہاتھ سے نکلا جاتا ہے زار زار روتا تھا آپ نے اوسکی ارادت صدق سے
فرمایا کہ چلو باہر ہو تھوڑی دیر کے آپ نے تخلیہ کیا پھر آپنے

اوس شخص سے فرمایا کہ فلان شخص جو تمھارا دوست ہے وہ مرید ہو گیا اب تم کس سوچ مین ہو بالجملہ وہ بھی مرید ہوا جب وہ اپنے مکان پر گیا دو تین گھنٹے رات گذرے تار اوسکے دوست کا آیا کہ مین جناب حضرت امام الاولیا سید وارث علی شاہ مدظلہ العالی سے مرید ہو گیا غالبًا حضرت باندے تشریف لے گئے یون فورًا تم بھی مرید ہوجانا یہہ تار پاکر وہ مرید آپکا کمال جوش مین روتا ہوا پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اب ہاتہہ پکڑ نیکے شرم کہینگا آپ نے فرمایا محبت ہے تو سب کچھہ ہے لاکہہ کوس ہو تو بھی نزدیک ہے

ابیات لمولفہ

قصہا کردیم با تو بہر آن
ہست دور و پسین اے بو الہوس
حرص دنیا کرد اعمے مر ترا
ہیچ ناید دولت دنیا بکار
وعدہاے روز اول یاد گیر
آنکہ دادہ جان و مال و سیم زر
خون کردی محسن خود را لعین
اندران روز مکافات عمل
کس نماندہ ہم نماند در جہان
دست در داماں اہل دل فگن
عقل را کن رایت جہد و طلب

تا کنی ہیچ خودی را از میان
شرم کن از غفلت خود یک نفس
کہ فنا دنیا کہان خود در بلا
چون روی تنہا سوے دار القرار
پیش حق را نی چہ حجت دلپذیر
شکر نعمت می نسازی بیخبر
ہست روز رستخیز آن در کمین
ہین ناید کار این دست و بغل
فکر در دل کن ز قہر شہ بگمان
نعرہ آذرک لنا پیہم بزن
تا شوی لحباے ماو افضل رب

ذکر فضل و رحمتش مستم نمود — چند شعر از حال ما باید شنود
اینکه در برزخ شدی پنهان چو جان — تاب دوریت ندارند عاشقان
چون ندانستم مراحبت نبود — جلوهٔ حسنت کنون هوشم ربود
چون نمودی از کرم باسن نگاه — بار دیگر از کرم ای رشک ماه
الله الله از سن این شرم و حجاب — بر فگن بهر دمی از رخ نقاب
مست کن از بادهٔ روز وصال — تا نماند در دلم هیچک ملال
تاب هجرم نیست یا دون جان جا — رحم کن بر حال جان ناتوان
رحمت آرا زحرمت حبیب الورا — واز پی حضرت علی شیر خدا
کارساز ابر تو این دشوار نیست — واندرین رحمت کسی را بار نیست
ناز کم کن جان جان باده بنوش — ای دل از حد ادب مگذر خموش

نقل ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا کی ملاقات کو ایک قاضی القضات عرب مین تشریف لائے اور اپنے جامہ شریعت کے پابندی سے کچھہ اوس قسم کی باتین کرنے لگے آپ نے متبسم ہوکر فرمایا کہ ہان ہان شریعت کا شارع خوب جانتا ہے دوسرے دن جناب قاضی صاحب کے ہاتھہ مین انگوری شراب کی بوتل تھی اور زبان سے قدّر فضلی وجد مین کہتے نکلے لوگون نے بہت کچھہ برا بھلا کہا مگر اونکو ایسے چسکے گھوڑے کی چڑھی تھی کہ یہی کہتے ہوئے راہی ملک بقا ہوئے —

غزل

بگرد چون کسی جان جان مجنون و دیوانه

که هم گفتار خوش داری و هم رفتار مستانه

بیا باده بکش از جوش مستی نغمهٔ دلکش

که سوز اندرون ما فگند آتش بمیخانه

برو زاهد سوی مسجد مخور مغز سرم اکنون

که ما در دیر بکشیم فرصت ندانم فرق بتخانه

بگو ای محتسب آخر چه دیدی در ره تقوی

که می آئی به کعبه سر برهنه سوی میخانه

بیا ساقی بکش باده که وقت گل رسید آخر

بده زان باده گلگون که گرد دست پیمانه

سر سودای زلف یار باز آورد در جوشم

که رغبت دل کشیم اکنون ز معموری بویرانه

بسی در دل تجسس جز غم دلبر کسی دیگر

که غیر از مطلب اکسیر خواب است و افسانه

نقل ہے کہ جناب امام الاولیا کا گذر شب کو اوس راہ سے ہوا جو ایک سانپ کے سبب بند ہو گئی تھی لوگ نالان تھے آپ جب تشریف لیگئے تو وہ سانپ چلا اور ہوا آپ نے اوسے کچھ نہ کہا اور جہان جانا تھا تشریف لے گئے صبح کو وہ سانپ مرا ہوا دکھلائی دیا آپ سے لوگون نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بڑا موذی تھا رات اوسنے مجھے بھی کاٹا تھا اسی طرح ایک شخص نے آپ کے کھانے مین زہر دیا تھا آپ پر کچھ اثر

زہر کا ہوا نقل ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا جب لکھنو تشریف
لے گئے دو لڑکیاں شیعہ مذہب کی ملازمت کو حاضر خدمت ہونا چاہیں
اونکے ماں باپ نے اون لڑکیوں کو روکا آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ ایک
لڑکی اشتیاق ملازمت مین عقاید اہل سنت کے ساتھہ قضا کر گئی
اور دوسری نہایت پریشان تھی کہ اوسکے ماں باپ اوسکو آپ کی حضور
مین لے آئے اور عرض کرنے لگے کہ حضرت اسکو آپ سنی ہی کر لیجیے
مگر زندہ تو رہے چنانچہ وہ لڑکی اسوقت تک زندہ ہے نقل ہے
کہ ایک عورت مذہب شیعہ آپ کی مرید ہوئی اور اوسنے عقاید سابقہ سے توبہ کی
جب اوسکے شوہر نے سنا تو بہت زجر و توبیخ پیش آیا لیکن وہ عقیدت آگین اپنے
عقیدے پر ثابت قدم رہی دوسرے دن خود بدولت اونکے شوہر صاحب
حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ مجھے بھی اس سعادت سے
محروم نہ رکھیے اسطرح کی پچاسوں نقلین ہین جسکے لکھنے سے خوف طوالت ہے
چنانچہ مہدی حسن نامی ایک شخص آغائی صاحب ناظم لکھنو کے خاندان سے
موجود ہین کہ وہ اہل سنت والجماعت ہوئے پٹنہ مین بھی ایسا واقعہ ہوا ہے
نقل ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا جب عظیم آباد تشریف لیگئے
اور ایک شب مولوی شرف الدین صاحب بیرسٹر کے یہاں مدعو ہوئے
تو مولوی صاحب نے اپنے حوصلہ سے بہت کچھہ سامان ناچ رنگ کا کیا
اب ایک کمرہ مین جو زنانہ مکان کے متعلق تھا فروکش ہوئے
جب سب لوگ آ چکے تو اوسوقت سماع کا بندوبست کیا گیا

آپ کے مریدون مین ایک شخص محمد ابراہیم شیدا لکھنوی حاضر خدمت تھے اونہون نے عرض کیا کہ حضور یہہ جلسہ قابل دید ہے تشریف لے چلین اور قریب سے لاحظہ فرمائین آپ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ مین اس جگہہ سے بھی ویسا ہی دیکھتا ہون جیسا قریب سے دیکھتا یہہ آپکا فرمانا تھا کہ موصی الیہ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ حجاب دیوار کا اونکی آنکھون سے اوٹھ گیا اور جو واقعات باہر کمرہ کے ہورہے تھے صاف صاف معلوم ہونے لگے پھر موصی الیہ بموجب حکم باہر کمرہ کے آئے اور فوراً دوسری جگہہ تشریف لیگئے

نقل ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا جب پہلے پہل فیض آباد تشریف لیگئے اور حافظ زین العابدین کے مکان مین فروکش ہوئے اوسوقت آپکی تشریف آوری کی شہر مین شہرت ہوئی برابر لوگ ملازمت کو حاضر ہونے لگے اور شرف بیعت سے مشرف ہونے جاتے جسوقت آپ سیر کو چوک کی طرف تشریف لے گئے جس ہندو کی نظر پڑتی تھی کرشن کہکر قدمون پر گرتا ہزارون ہندو آپ کے مرید ہوئے نوبت باین رسید کہ پنڈت آتما رام بغرض مباحثہ کے حاضر خدمت ہوا آپ کے خادمون مین سے جناب رحیم شاہ صاحب نے حضور مین اطلاع کی کہ جناب حضور ایک پنڈت حاضر دولت اقدس ہی آپ نے طلب کیا وہ پنڈت حاضر ہوا آپ نے دو ایک شعر بیدادت کے پڑھے اوسوقت اوسپر وہ کیفیت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہو گیا جب وہ ہوش مین آیا اوسنے دست بستہ عرض کیا کہ مجھے اپنا مرید کیجیے مین اپنی ملت اور مذہب سے توبہ کرتا ہون آخر الامر وہ مسلمان ہوا

جب آپ فیض آباد سے روانہ ہوئے تو موضع مکلسی رونق افروز ہوئے آپکی دعوت کا لوگون نے سامان کیا اوس موضع کے حوالیہ مین ڈیڑہ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک بستی تھی وہان ایک رنڈی آبادی نام رہتی تھی وہ بھی حضور کو بلائی گئی اور یہہ شعر اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا + بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را عمدہ لہجہ سے گائی تو جناب امام الاولیا نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اچھا گاتی ہے جب اس غزل کا دوسرا شعر اوسنے کہا تو آپنے نظر اوٹھا کر اوسکی طرف دیکھا ملاحظہ فرمانا تھا کہ وہ رنڈی بیخود ہوگئی اور قدمون پر آپکے گر پڑی جب اوسے ہوش ہوا تو رو کر عرض کرنے لگی کہ میری بھی بیعت لیلیجے آپنے فرمایا کہ اس پیشہ سے توبہ کر چنانچہ وہ مرید ہوئی اور ایک شریف آدمی نے اوسے نکاح کیا۔

غزل

ای کہ در جنبش ابروے جفا میداری
وین عجب کہ من مہجور جدا میداری

پردہ بکشادہ سوی غریبان بنگر
بنوازش کہ تو اسے نام خدا میداری

جان بلب گشتہ سپیدم سر کوی تو داغ
با امیدیکہ تو در دست شفا میداری

ساقیا پیر بجام دل اندوہ شراب
کہ ز الطاف نظر سوی گدا میداری

تشنہ آتش وصال تو تباں میچو سپند
از چہ محروم تو ای بحر سخا میداری

دل نالان مکن از جور فراقش شکوہ
کہ بلب سر بسر حرف وفا میداری

با مقیمان حرم راز محبت مگسے
بر نگویم کہ در دست جفا میداری

ای سحر دم تقریر مکن رنج فراق

بر رضا باش بتسلیم و رضا سپاری

اس جگہہ پر رحیم شاہ صاحب کا ذکر خلاف موقع نہوگا رحیم شاہ جی
دیوے کے رہنے والے ہین تیس ۳۰ برس بکمال حضور کی خدمت مین رہے
اب آپ نے اونکو موضع گنگوارا مین جو دیوے کے متصل ہے
جگہہ دی ہے متوکل علی اللہ بیٹھے ہوئے ہین ۱۲ ربیع الاول
مین وہ بیٹھے مولف اوسوقت حاضر تھا جسوقت وہ بٹھلائے
گئے تھے اکثر فقرا آپ کے جنکو آپ نے حکم دیا ہے وہ بیٹھے ہو
ہین چنانچہ خدا بخش شاہ سپڑہ مین جو دیوے سے ڈیڑہ کوس کے
فاصلہ پر ہے تیس برس کا زمانہ ہوا کہ بیٹھے ہوئے ہین غلہ وغیرہ کی
قسم کے کہانے کی اونکو اجازت نہین ہے لال داس نگہار و
کی رخصت سے اسیطرح ایک موضع کہولی ہے جہان بنام شاہ
متوکل علی اللہ بیٹھے ہین اونکو زمانہ چودہ برس کا ہوا آج تک گہر
سے باہر قدم نہ نکالا اور بہت سے ایسے فقیر ہین کہ جنکو آپ نے
جہان فرما دیا وہان مقیم ہین چنانچہ جناب گلاب شاہ اکبر آباد مین
اور رحیم شاہ گوالیار مین معصوم شاہ دہلی مین قادر علی شاہ امروہہ
مین اور پیر شاہ ہردوئی مین اور جنگلی شاہ فتحپور کے جنگل مین اور
بہیریا شاہ بہرائچ کے اطراف مین مقیم ہین ہر ایک مین سے کوئی چالیس
برس کوئی چھبیس ۲۶ برس کوئی پندرہ ۱۵ برس کوئی اٹھائیس ۲۸ برس
کا فقیر ہے نور محمد شاہ آپ کے ایک خادم ہین جو لکھن سے آپ کے

ساتھہ ہین اور اسوقت تک وہ اپنی جگہہ پر قایم ہین انکا مکان رودولی ہے
جب سے آپ کے مرید ہوئے آپ کے ساتھہ رہے دنیا مین تہمت پوش
فقیر آپ کے ہزارون مین نعمت علیشاہ فیضو شاہ مخدوم شاہ آپ ہی کے
فقیر ہین اگر ہر شخص کی کیفیت جدا جدا لکھون تو ایک دفتر چاہیے اسلیے نظر انداز
کرکے دوسرے واقعات کیطرف متوجہہ ہوتا ہون نقل ہے کہ ایک شخص
ستر کہہ کے زمیندارون مین آپ کے مرید تھے جنکو نشہ سے بہت شوق تھا
اونہون نے خواب مین دیکھا کہ ایک دربار عظیم الشان ہے جہان ہزارون
آدمی چلے جاتے ہین اور دروازہ پر دو چوبدار ہین خواب ہی مین چوبدار
سے پوچھا کہ بھائی یہ کسکا دربار ہے چوبدار نے کہا کہ یہہ دربار والا تبار
حضرت امام الاولیا حاجی سید وارث علیشاہ صاحب کا ہے اونہون نے
کہا کہ مجھے بھی جانے دو چوبدارون نے روکا تب اونہون نے کہا کہ مین
حضرت ہی کا مرید ہون آخر اندر جانے کی اجازت اون لوگون نے
دیدی جیون ہی پہاٹک کے اندر قدم رکھا کہ خواب سے چونک پڑے دوسرے
دن جناب حضور اوسی موضع ستر کہہ مین تشریف لائے جوقت وہ زمیندار
صاحب حاضر خدمت ہو عرض کیا کہ دربار مین کیونکر گذر ہو چوبدار
روکتے ہین آپ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ آخر اون لوگون نے آنے دیا
کہ نہین وہ قدمون پر گر کر رونے لگے آپ نے فرمایا کہ آپ کب تک پیر
جب وہان سے آپ دوسری جگہہ تشریف لے گئے تو بدستور سابق
ارشاد کیطرف وہی مرید صاحب متوجہ ہوئے دیکھنے گیا ہین

کہ جناب امام الاولیا سامنے کھڑے ہین خوف سے اونکے ہاتھہ کا پیالہ گر گیا
وہان سے دوسری جگہہ بھاگ کر اپنے شغل کے لیے وہان بھی دیکھا کہ
حضرت امام الاولیا موجود ہین اب تیسری جگہہ بھاگے وہان بھی حضرت کو پایا
پھر اونہون نے توبہ کی اور اس حرکت لغو سے باز آئے نقل ہے کہ اکا سٹر کے
تھانہ دار نے کنجڑون پر جو وہان کے رہنے والے تھے بے گناہ سخت ظلم کیا
اون غریبون کے گھر کی عورتین جناب حضرت امام الاولیا کی دوہائی دیکر
روتی تہین کمبخت تھانہ دار نے کچھہ رحم نہ کیا اور اون غریبون کو بڑی مار مارا وہ سب
کنجڑے آپکے مرید تھے دوسرے روز جناب حضرت امام الاولیا سیر و سیاحت
فرماتے موضع اکا سٹر رونق افروز ہوئے قضا کار اوسی روز بڑے زور شور کی
آندھی آئی اوسوقت تھانہ مین آگ لگی تھانہ دار میان فی النار و السقر ہوئے
اور ایک چیز تھانہ کی نہ بچی لوگون نے عرض کیا کہ حضور آگ اس مکان سے بہت
قریب ہے شعلے اوڑ اوڑ کر یہان آتے ہین دوسری جگہہ حضور تشریف
لے چلین شیخ تراب علیہ الرحمۃ ناقل ہین کہ مین نے سخت اصرار کیا کہ حضرت اب
تکلیف فرمائین اس طوفان مین آگ لگی ہے کہ برابر شعلے اوڑ اوڑ کر آتے
ہین قیامت کا سامنا ہے آپنے ہنسکر فرمایا کہ یہہ شعلے سب جہوٹے ہین اتنا
فرمانا تہا کہ پانی برسنا شروع ہوا پہر نہ وہ آگ تہی نہ وہ شعلے تہے شیخ
تراب علیہ الرحمۃ قصبہ ہتہولی کے رہنے والے ہین پچیس ۲۵ برس سے وقف
آپکی خدمت مین ہین آپ کو قصہ خوانی کی خدمت سے برابر شرف
حاصل ہے آپنے بہت قبول اسکے کیست پچین ٹہری کہانی کی خدمت تہی ہزار دن

اور بہجن اور ٹھمری انکی کہی ہوی ہے غایت درجہ کے خوش مذاق ہین مولف
کو جناب موصوف سے نیاز حاصل ہے۔

نقل ہے کہ ایک سال عرب مین قحط عظیم ہوا اون دنون جناب حضرت امام الاولیا
وہین تشریف رکھتے تھے ایک دن مسجد مین آپ تشریف لائے لوگون نے
کہا کہ آپ کہان سے کھانا کھاتے ہین آپ نے فرمایا شعر

نیا دان آنچنان روزی رساند   کہ دانا اندران حیران بماند

اس فرمانے سے آپ کے لوگ چپ ہو گئے اور غایت درجہ کے آپ کے
معتقد ہوئے چنانچہ شعیبی خاندان کے کل آدمی آپ ہی کے مرید ہین۔

نقل ہے کہ جناب امام الاولیا بہرائچ کے میلہ تشریف لیجانے لگے اوس
زمانہ مین شدت کی گرمی ہوا کرتی تھی جسقدر آپ کو مسافت طے کرنی پڑتی تھی اوسقدر
روزانہ بارش ہو جایا کرتی تھی جسوقت قریب گھاٹ کے آپ تشریف لائے
لوگون سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کے حکم سے تمام میلہ واپس کیا جاتا ہے اور کوئی
جانے نہین پاتا آپ نے فرمایا کہ ایسا تو نہین ہے جب آپ گھاٹ پر تشریف
لائے تو سنا کہ حکم ہو گیا کہ میلہ ہو اور لوگ میلہ جائین یہ حال اکثر میلہ والو
کو جو معلوم ہوا تو قریب تین لاکھ آدمیون کے آپکے گرد جمع ہو گئے ہر شخص
کی زبان پر یہ جاری تھا کہ خود سید سالار صاحب آتے ہوئے ہین اوس
تین لاکھ مجمع مین سب سے آپکا سر مبارک بلند تھا یہ واقعہ چشم دید جناب
علی تقی خان صاحب بریلوی کا ہے آپ بھی جناب حضرت کے مرید تھے جناب
جناب عبد الغنی خان صاحب حضرت ہی کے مرید ہین آپکا سابق کا حال

سلطانپور ملک اودہ مین تھا آپ کے آبا و اجداد زمانہ شاہی مین عہدہ کمیدانی اور چکلہ داری پر مامور رہا کئے آپ ایک معزز خاندان کے آدمی ہین آپ کے بزرگان ملک غور سے ہمراہ سلطان علاء الدین غوری کے اس ملک مین آئے خود جناب خانصاحب زمانہ انگریزی مین عہدہ تھانہ داری پر سرفراز تھے جبدن سے جناب حضور کے مرید ہوئے عجب طرح کی نفرت دنیاوی امور سے ہونے لگی نتیجہ یہہ ہوا کہ نوکری چھوڑکر خانہ نشین ہوئے اب آپ کی سکونت ضلع رائے بریلی مین ہے کیا خوش مذاق آدمی ہین کہ سبحان اللہ خدا نے ہر قسم کی قابلیت عطا فرمائی ہے مؤلف کو جناب موصوف سے نیاز حاصل ہے نقل ہے کہ ایک شخص راول پنڈی مین سخت علیل تھا اوسکی علالت سے کل حکیم اور ڈاکٹر عاجز ہوگئے تھے وہ غریب ایک شبکو روتے روتے سوگیا اوسنے خواب مین ایک بزرگ سفید پوش کو دیکھا کہ تشریف لائے اور فرمایا کہ گھبراؤ نہین تو اچھا ہوگیا لے اب تو ہاتھ لا تیری بیعت بھی لیلوں اسی درمیان مین اوسکی آنکھ کھل گئی تو اوسنے صحیح المزاج پایا صرف ضعف کی شکایت تھی وہ بھی ہفتہ عشرہ مین جاتی رہی اب اوسکو سخت تشویش ہوئی کہ وہ بزرگ کون تھے جنکے قدم کی برکت سے مین اچھا ہوا اسکو دریافت کرنا چاہیے لیکن وہ تصویر یا تنویر اوسکے نقش کالحجر تھی تلاش کرتا ہوا راول پنڈی سے دیوے شریف پہونچا جسوقت نظر اوسکی آپ کے جمال باکمال پر پڑی بیہوش ہوکر آپ کے قدمون پر گرا اور عرض کرنے لگا

اور عرض کرنے لگا کہ بہت زمانہ بعد آج دولت ملازمت سے مشرف ہوا
آپ نے فرمایا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں محبت سے ہے تو کچھ دور نہیں جا
اور کچھ غم نکر پھر وہ مرید آپکا فائز المرام ہوکر رخصت ہوا جل جلالہ کیا
نوازش و اکرام ہے خوش نصیبون کی ایسی ہی بات ہوتی ہے۔

غزل

یارب چہ آرد بار این نخل سر تقدیر من
بالا ز محرومی خود صبح و مسا تدبیر من

آتش نگشتہ چارہ سوز دل افسردگین
بیم اثر بخشد جہان این نالہ شبگیر من

رفتاے رازت کرد این راز نی ایجان جان
لیکن بگو باشد درین چہ خوبی تقصیر من

بشگفت صد باغ جہان باغ دل من ہمچنان
آورد این رنگ دگر صد شکر بر تقدیر من

باہم بآن گویم شبے دیدم نرگس رکوان
بیم دیا چہ مہ لقا از خواب من تعبیر من

تا دلبرا با دو ظلم چون کس برود امتحان
حیرت کہ سازد در جہان ایجان من تقصیر من

حیرت فزا این داستان باشد بیگانگان
از من بپرس اینک بخوان آتش فشان تحریر من

حصہ سوم در ملفوظات جناب حضرت امام الاولیا

فرمایا حضرت امام الاولیا نے کہ علم شئی اور ہے اور عشق شئی کچھ اور
جہاں حضرت عشق آئے پھر وہاں علم اور عقل کا دخل نہیں فرمایا آپ نے
جو کچھ عاشق معشوق کے نسبت کہے وہ سب ٹھیک ہے اور کچھ ادب و
تعظیم کرے وہ سب بیجا ہے اور جو معشوق عاشق کے نسبت کہے وہ مقام
رضا و تسلیم ہے عاشق کو چارہ نہیں فرمایا آپ نے کہ عشق میں
ترک ہی ترک ہے ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک اور
اپنا فراق ہے فرمایا آپ نے جو تم سے محبت کرے اوس سے
محبت کرو کسی کے حق میں دعا کرو نہ بد دعا تم رضا و تسلیم کے بندے ہو
فرمایا آپ نے کہ تصدیق ہی ایمان ہے جسکو تصدیق نہیں اوسکو
ایمان نہیں فرمایا آپ نے کہ مذہب عشق میں کفر اسلام سے [illegible] فرمایا
آپ نے کہ جو ہمسے محبت کرے وہ ہمارا ہے منزل عشق میں خلافت نہیں
ہوتی اسی بنا پر ایک تحریر بھی آپ نے بپاس خاطر حکیم [illegible]
لکھ دیا ہے دیکھنے والوں کو ایک اقرار نامہ کی سی عبارت معلوم ہوگی
فی الواقع وہ براے خاص اقرار نامہ ہی ہے حقیقت حال [illegible]
فتحپور اور دیوے کے لوگ جو کہ [illegible] فتحپور کے لوگ [illegible]
کے خاندان سے ہیں وہ کہتے تھے کہ جناب حضور نے [illegible]
اور دیوے کے صاحبان کہتے تھے کہ یہہ ہرگز ہو نہیں ہو سکتا [illegible]
لوگوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ منزل عشق میں خلافت

کیسی چنانچہ وہ تحریر بجنسہ مندرج ذیل ہوتی ہے وھو ہذا

منکہ سید وارث علی شاہ ولد سید قربان علی شاہ ساکن دیوے پرگنہ و تحصیل نواب گنج بارہ بنکی۔

چونکہ ہم نے تم لوگون کو مہتمم مزار مستقیم شاہ کا مقرر کیا کیونکہ ہمنے مستقیم شاہ سے اقرار کیا تھا کہ ہمارا اور تمھارا ساتھہ دین و دنیا مین ہے جو کوئی دیوے والا اور کوئی کچھہ کہے تو وہ باطل ہے اور ہمارے یہان منزل عشق کی ہے جو کوئی دعوے جانشینی کا کرے وہ بھی باطل ہے ہمارے یہان جو کوئی ہو چمار ہو یا خاکروب ہو ہمسے محبت کرے وہی ہمارا ہے

المرقوم ۷ر نومبر ۱۸۹۰ء

العبد وارث علی شاہ بقلم حکیم شیر محمد خان

گواہ شد تراب علی زمیندار ساکن بہولی

گواہ شد نور محمد شاہ خادم

راقم ہذا بخش علی زمیندار گدیہ

فرمایا آپ نے کہ عاشق ایک لاش ہے دین و دنیا سے گذر جاتا ہے اور فراق مین مرجاتا ہے اسی فراق مین تو مزہ ہے ورنہ پھر کچھہ نہین معشوق کا ستانا اور حجاب اور عتاب ہی کرنا تو رحم و فضل ہے اسکے سوا کچھہ نہین فرمایا آپ نے کہ معرفت کسبی چیز نہین ہے محض وہبی ہے جسکو خداوند کریم اپنی معرفت بخشے کسیکا اسمین اجارہ نہین فرمایا آپ نے کہ عشق کی اولٹی چال ہے جسکو وہ پیار کرتا ہے اسیکو جلاتا ہے

اورجسکو پیار نہین کرتا اوسکی باگ ڈھیلی کردیتا ہے فرمایا آپ نے
کہ عاشقون کے نزدیک شیطان نہین آتا فرمایا آپ نے کہ جسنے
جان قربان کیا وہ عاشق نہین لیلی کے ہزارون اور یوسف کے لاکھون
چاہنے والے تھے مگر یہہ مجنون اور زلیخا ہی کا حصہ تھا لیس جسکا حصہ
ہوتا ہے پاتا ہے - فرمایا آپ نے کہ عاشق کا مرید بی ایمان
نہین مرتا فرمایا آپ نے کہ تصدیق ہزارون مین ایک
کو ہوتی ہے ہر کا حصہ نہین پھر اوسکی بھی کیک صورتین مین زبانی
جمع خرچ سے کام نہین نکلتا - فرمایا آپ نے کہ عاشق کا دین و
دنیا دونون خراب ؛ فرمایا آپ نے کہ منزل عشق مین
ذات صفات ہوجاتی ہے اور صفت ذات فرمایا آپ نے
کہ عاشق جس خیال مین مرتا ہے وہی خیال اوسکا حشر و نشر قیامت
دوزخ بہشت ہے بلکہ کثرت جذب عشق مین خود وہی ہوجاتا ہے
جسے عشق و محبت نہین وہ اسکو نہین سمجھ سکتا ہے اور نہ اس راہ
مین چل سکتا ہے - فرمایا آپ نے جواب اون چار مسئلون
کے کہ جو چار مولویون نے انکے جناب امام الاولیا سے پوچھا تھا
کہ حج اور زکوۃ او سبکے فرض ہے جو کچھ نہین رکھتا ہو خدا نے
جس قران مین کہ نیکو فرمایا ہے اوسی قران مین ختم کیا
باقی نماز روزہ اگر تم شراب مجازی کے نشہ کے قائل ہو
تو لامحالہ اوس شراب حقیقی کے نشہ کے بدرجہ اولی قائل ہو

اسکی ویسا ہی مثال ہے جیسے فن طبابت واقعی محض اس فن کے ٹپر لینے سے
کچھہ نہین ہوتا جب تک وہ عملی طور پر برتا نجاے ہزارون ایسے عالم ملین گے
جو علم طب رکھتے ہین پر اونہین ایک نسخہ بھی لکھنا نہین آتا اسیطرح اس معرفت
علمی سے کام نہین نکلتا اور اتنی معرفت بکار آمد نہین ہوتی مگر کروڑون مین کوئی
ایسا ہوتا ہے جو عملی طریقہ پر بھی اسکو جانتا ہے۔ عقاید مین یہہ دو جزو اقرار
باللسان وتصدیق بالقلب جو شامل کر دئیے گئے ہین آخر اسکا کیا مطلب
ہے اسمین کچھہ شک نہین کہ یہہ وہبی چیز ہے کسبی نہین مگر جسکی قسمت مین خدا
نے لکھا ہے اوسکے ویسے ہی سامان بھی ہوتے ہین ایمان اور ایقان اگر
کوئی چیز قابل قدر ہے تو خود انسان موازنہ کر سکتا ہے کہ جیسا ہم لوگونکو
اپنے ابناء جنس کے کہنے کا عقیدہ اور یقین ہوتا ہے کہتے اوتنا بھروسہ
اور تصدیق خدا کے کہنیکے ساتھہ ہے ہرگز نہین ورنہ کیون جاتے اونکی
مرتبہ یہہ ہے کہ آج اگر کوئی کسی شخص کو کہے کہ کل تمہین پانچ روپیہ دونگا تم
انتظار کرو وہ عقیدت آگین پہلے ہی اس روپیہ کے ملنے کے خیالی نظم و نسق مین
روپیہ کے خرچہ کی درستی کر لیتا ہے اور جو جو کام کوڑی پیسے کے آج
اوسکو کل کی امید پر اوٹھا رکھتا ہے اللہ اللہ ایک انسان کے
قول کی اسقدر تصدیق ہو اور اوس خداے پاک کے قول کی کچھہ قدر
نہین یہین پر علمی اور عملی کا فرق معلوم ہو جائیگا حالانکہ وہ جانتا ہے
کہ خدا امین ہے اور مسبب الاسباب ہے پھر اوسکی تکذیب کیون کرتا ہے
اسکی وجہ کیا ہے؟ وہی تصدیق جو عملی طریقہ سے اشارت ہے

اگر اوسکو مرتبہ حق الیقین ہو تو ہرگز مضطر نہو + بھائیو زبانی جمع خرچ اور بات ہی اور دلی اور بات ہی دیکھو اس واقعہ کو کہ کس درجہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خدا پر بھروسہ تھا نقل ہے کہ ایک دن جناب حضرت سرور کائنات ایک میدان مین ایک درخت کے سایہ مین آرام فرما رہے تھے کہ ناگاہ ایک اعرابی آیا اور اوسنے میان سے باہر تلوار نکالی اور للکار کر کہا کہ بتا اے محمد اب کون تیرا معاون اور محافظ ہے آپ نے فرمایا وہی اللہ اس فرمانے سے اوس اعرابی کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور مشرف باسلام ہوا جل جلالہٗ کیا ہیبت ربانی ہے اگر اعتصام بالحق ہو تو کوئی بڑی بات نہین ہے جن لوگون کا عمل درآمد اسپر ہے وہ اس خطرے سے واقف ہین ایاک نعبد وایاک نستعین سب کوئی جانتا ہے اور پڑہتا ہے مگر اسکی حقیقت جو جانتا ہے وہ جانتا ہے + اب اسکی کوئی صاحب تصدیق رکہتے ہون تو بول اوٹھین اور سچے دل سے کہین کہ کب اوس خدا اسکے یا سب کی تلاش مین مر مٹے اور کب اوسکی محبت مین جان و مال فدا کئے اور کب اوسکی عبادت جیسی چاہئے کیا + کیا تو یہہ کیا کہ عمدہ سے عمدہ کپڑے پہنے اچھے اچھے کہانے کہائے روپئے جمع کئے کنوئون کی صورت مر دیکھو اون بزرگان دین کو کہ مدت العمر آسودہ ہو کر کہانا نہ کہایا نہ پانو ان پھیلا کر ہم لوگون کی طرح بیخبر سوئے + مجھے خود زیادہ تر شرم و دامنگیر ہے کہ اس زمانہ تک مین نے کیا کیا جو دوسرونکو نصیحت کرنے بیٹھا ہون دنیا مین عملی حصہ کے برتنے والون کی تعداد بہت ہی کم ہے اور جو لوگ

ایسے بھی تو نحوست بخت نافرجام سے ہمین کب موقع اوسنے فایدہ
اوٹھانیکا ملتا ہے سب سے پہلے اوس مکتب کا بڑا ہو جہان نکتہ چینی خردہ گیری
ہی کا ہمنے سبق لیا تہا جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ اب سواے عیب کے کچھہ نظر
نہین آتا علما کو گدہا حافظونکو اندہا فقیرونکو ٹکڑہ گدا سمجھنے لگے اللھم
احفظنا - اسمین کچھہ شک نہین کہ عام علما اور فقرا اسی قابل ہین کہ وہ
گدھے اور اندھے سمجھے جائین بلکہ اس سے زیادہ کہنے کو ہم موجود ہین
مگر جو عالم ہے اور جو فقیر حقیقی ہے اوسکو اپنی جہالت سے ایسا
جو سمجھتے ہین یہہ ہماری سخت غلطی ہے

شعر

ہر زن زن ہست و نہ ہر مرد مرد — خدا پنج انگشت یکسان نکرد

آپ لوگ ملاحظہ فرمائین کہ جناب حضرت امام الاولیا حاجی الحرمین سید
وارث علی شاہ صاحب مدظلہ العالی نے کو کیا ایسی دنیا کی پڑی تھی کہ
پچاس ہزار کی جایداد راہ خدا مین دیڈالی اور ایک کوڑی بھی اپنے
لیے نہ رکھی ساٹھہ برس تک ریاضت اور زیارت مین بسر کی اپنی حاجت
سواے خدا کے کسیکے سامنے نہ لے گئے ملا تو کھایا اور نہین تو فاقون سے
پیٹ بھر لیا اسے کاش اس کمبخت دنیا کے حصول کی چال ہوتی تو کیون
اپنا آرام کھوتے + دلون آپ نے پیادہ پائی اختیار فرمائی وطن چھوڑا
نہ شادی کی نہ بیاہ کیا ایک خدا کے خیال مین رہے دلوں کے
کرامات و رہنین ہے جسکی طبیعت چاہے دیکھہ لے آپ خاندان نیشاپور کے

ہین کسقدر جہ آپ کے مزاج مین حلم اور بردباری ہے کہ سبحان اللہ اور پہر کیون
نہو یہہ تو خاندانی چیز ہے آپ آل نبیؐ اولاد علی سے ہین ذکر کرامات اور
خرق عادات پر بجائے جو لوگ ایسے ہوتے ہین اونکے لئے کچہہ عجیب نہین نفس
نفیس یہہ دیکہنے کی بات ہے کہ مدت العمر اس محنت اور جفاکشی اور
ریاضت شاقہ مین رہنا کسی دنیادار کا کام نہین یون کہنے کو ہزارون قطب الوقت
ہین چون قدم بر داشتم او وہ سنگ بر آمد کا مضمون ہے خدا اوس بندہ پیر سے
بچائے ہان وہ لوگ جو اس راہ مین ہین اونکا تو مین بندۂ فرمان بردار
ہون مین کیا جسکو خدا نے تہوڑی بہی سمجہ دی ہے وہ ایسے لوگونکو
خوب پہچانتا ہے فریب نفس کو نہ پوچہئے یہہ وہ ذات شریف ہے کہ بزرگی مین
کہ ان سے اللہ پناہ دے اس رنگ مین بہی لاکہونکو مستثنیٰ ناس کر دیتی ہے
افسوس **ولایت** کو لوگون نے کیا سمجہا ہے اگر ایسی ہو حق
سلب نسبت اغیرہ وغیرہ کا نام ہے تو مین باز آیا اور ایسی ہزار توبہ —
ولایت اوس سچی محبت کا نام ہے جو خدا کے ساتہہ ہو اور یہہ بغیر
تصدیق کے محال ہی محال ہے مجہے لوگ ہنستے ہین اونہین کیا کہون غیر
ملک والونکو کیا خبر مگر میرے وطن والے کب کوئی بات چہپتی ہے خدا نے
سب کچہہ دیا تہا اور دیا ہے ظاہری عزت اور لیاقت دنیوی مین کبہی کسی سے
کم نہ تہا اور نہ ہون مگر کیا کہئے کن آنکہون کی چتون نے مجہے بادۂ الاحد [illegible]
مجہکو مجہسے جاتا ہون حضرت امام الاولیا کی نہ اسوجہہ سے کہ مین اونکا
مرید یا مسترشد ہون تعریف کرتا ہون بلکہ امر واقعی یہی ہے کہ اب ایسا نہ

مین کوئی اس مراتب اور منزلت کا اس خاص امر مین نہین ہے اور بالفرض اگر
ہو بھی تو مجھے اسکی خبر نہین * میرا خیال مجھے دہوکا نہین دیتا ہو تو مین کہہ سکتا
ہون کہ قسمت سے یہان فقیرون کے ملنے کا مجھے اتفاق ہوا مگر یہہ بات کبھی
مین نہین پایا طرز معاشرت اور طریقہ یہان پیرلوگون کے جب نظر کیا تو دنیاوی
غرض سے خالی نپایا آج بہی خانقاہون مین یارون کی جماعت ہوتی ہے
اوس سے ہر ایک چھوٹا بڑا آگاہ ہے اون اگلے بزرگان دین کی سی شان
جیسے شبلی اور جنید رضوان اللہ علیہم گذرے پوری پوری نہین تو کم بھی
نہین پائی جاتی ہے اللہ اللہ جسنے مدت العمر خواب کو خواب مین دیکھا
ہو آرام کو آرام نسمجھا ہو اوسکے مراتب اور مدارج کو آپ لوگ کیا پوچھتے
مین کہہ دینا آسان ہے پہ کر دیکھلانا کیسا کچھہ امر صعب ہے جسکو اونکا دل
جانتا ہے جو اس راہ مین آنکر پچھتاتے ہین دنیا بھر کی ملامت سر پر لیینا
کیا معمولی انسان کا کام ہے ہرگز نہین اور سو بار ہرگز نہین خداوند ابزرگان
دین کی حرمت سے اپنی محبت عطا فرما اور اس شرک خفی سے بچا دونی
سے دور کر آمین ثم آمین ؂ اشعار

جان بلب گشتیم از جور فراق تاکجا سازیم شرح اشتیاق
کار دل در شوق وصلت شد تمام اے بجان تو سایہ افگن والسلام

مین یہہ نہین کہتا کہ خواہ مخواہ میری خاطر سے اون باتونکو جو مطبوع
خاطر نہون آپ لوگ مانین بلکہ بہت بڑا موقع ناظرین کو اسوقت اسکا
حاصل ہے کہ وہ خود اپنے طریقہ پیران سے باتون کو دریافت کرین جنا ب

حضرت سراج العارفین شاہ عبد الرزاق بانسوی رضی اللہ
تعالے عنہ سے غالبًا آدمی آگاہ ہوگا کہ وہ کس مراتب اور مدارج کے
بزرگ تھے جن صاحبونکو معلوم نہو وہ آگاہ ہون کہ جناب حضرت علیہ الرحمۃ
غفران مآب نے جناب حضرت امام الاولیا حاجی الحرمین سید وارث علی شاہ
صاحب مدظلہ کے نسبت پیشین گوئی کیا تھا کہ پانچوین کرسی مین ایک آفتاب
ظاہر ہوگا جسکی روشنی اب مین دیکھتا ہون جناب حضرت شاہ
نجات اللہ صاحب علیہ الرحمۃ دیوے کی طرف سینہ کھول کر فرماتے
تھے کہ اوس آفتاب کی روشنی سے اپنے سینہ کو بھرتا ہون وہ آفتاب
برآمد ہوا چاہتا ہے وغیرہ قبل بہت سی پیشین گوئیان آپکی نسبت بزرگون
نے کین تھین ظاہر پرستونکو ان سب باتون کی طرف کب خیال ہوسکتا ہے
طالب صادق بنکر حاضر ہون اور اس ناگوار مزہ کو چکھین تو معلوم ہو
کہ منزل عشق کیا بلا ہے خدا طلبی اور خدا پرستی کیا ازلک کہیل ہے
جو ہنسی اور دل لگی مین تبادیجاے ذرا اون اگلے بزرگان دین کی
سوانح عمری پر غور کیجیے تو معلوم ہو کہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ اور
بایزید بسطامی اور ابراہیم ادہم رضوان اللہ تعالی علیہم پر کیا
کیا مصیبتین گذرین اور ظاہر پرستونکے منہ سے کیا کیا دشنام سنے
ہم لوگون مین سواے عیب جوئی اور نکتہ چینی کے اور کیا ہے اللہ اکبر
پہلے زمانہ کا رنگ ڈہنگ اسی طریقہ پر ہے اور رہیگا دنیا دارون سے
کب کسی بزرگ نے آرام پایا نیکی کے بدلے رنج ہی برابر اوٹھایا کیے

بہرکیف اب مین اپنے ہم مذاق بھائیون کو اسکی تکلیف دینا چاہتا ہون کہ مولف کے حق مین دعاء خیر کرین کہ اللہ جلشانہ اپنی محبت عطا فرمائے اور اپنا بندہ بنائے ۔

ابیات

ای کہ داری گوش و ابر سر سخن — فہم کن تا بگذری از مکر و فن

صرف وقت خود نمودم بر امید — تا کہ باشد بہر طالب این نوید

شرم شرم از عادت اہل نفاق — کہ ندیدم گاہ روے اتفاق

ای عجب از کبر و نخوت از عناد — بیشتر بیندم درمیان رہ فساد

ای عجب کز قول حق سودے نشد — آنچہ در دل داشتم بودے نشد

رحم کن بر جان مسکین رحم کن — اندکے از بسیار قولم فہم کن

تا کجا سازم درین خالی دماغ

نیست واجب بر رسول الا البلاغ

مولف کتاب ہذا المفتقر الی اللہ سید عبد الاو شاہ

قطعہ تاریخ انطباع سوانح عمری جناب امام الاولیا حضرت حاجی سید وارث علیشاہ صاحب دام ظلہ ارتقا

سخن گر امیتقدر جناب حافظ عبد المجید صاحب مجید رام پوری

جلوہ وحدت است در کثرت	پردہ بردار و بین مشو محجوب
ذات وارث علی عجب ذات است	او حبیب است و ذکر او محبوب
طبع شد چون سوانح عمری	گشت عشاق را بدل مرغوب
زنگ تاریخ ریخت کلک مجید	دید عین الیقین مشاہدہ خوب
	۱۳۱۲ ہجری

تمت بالخیر

حسب فرمائش جناب شیخ مولابخش صاحب رئیس جاتامن مضافات صوبہ بہار کے سال سنہ ۱۳۱۲ ہجری مین طبع ہوئی —

تقریظ چکیدہ خامہ منشی بے بہا سرمایہ ناز اہل ولا حقیقت آگاہ جناب منشی ظہور علی قادری الملقب بہ فصیحت شاہ وارثی بایزید پوری

حامداً و مصلیاً و مسلماً الطافاً تو ہستی و نام پاک محبوب تو زیب
عرش برین است جبین عاشقانت بخاک رہت نور افشان باد
والمنۃ للہ کہ درین اوان مسعود زبان محمود نسخہ از سوانح عمری
تاج الاولیا امام الاصفیا قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین رحیم
صغیر و کبیر دستگیر برنا و پیر قطب الاقطاب حامی روز جزا
سید عالی جناب معلی القاب حاجی حرمین شریفین وارث نبی و علی
حضرت سید شاہ وارث علی حسنی الحسینی دیوی قدس اللہ اسرارہم
کہ خلاصہ خاندان مصطفوی و زبدہ دودمان مرتضوی اند
بدرجہ عین الیقین رسیدہ از خامہ شیرین مقال و منشی
نازک خیال مولانا سید عبد الاحد شاہ صاحب با برکات فقیر دوست
واقف اسرار شریعت و طریقت سالک مسالک حقیقت و معرفت
ساکن موضع شاہو بگہ ضلع گیا کہ خلعت فقر ہم از بارگاہ جناب
حضرت حاجی صاحب مدظلہ یافتہ اند در سنہ ۱۳۱۲ ہجری
زیب تالیف یافتہ مشرف بشرف اجابت شد و باشارت

حضرت امام الاولیا اہتمام انطباع آن بمکرمی جناب معلی القاب شیخ مولا بخش صاحب رئیس جانا گردید از انجا کہ فقیر ہم یکے از غلامان خلعت یافتہ دو دمان وارثیہ است تقریظانہ سطرے چند نگاشت و خاتمہ برین قطعہ ساخت -

قطعہ

زفیض طبع عبد الاوشاہ است	بعالم تذکرہ وارث علیشاہ
چو شد مطبوع از دل گفت تاریخ	سوانح حاجی وارث علیشاہ
۴۲	۱۲ ۰۷

تمت بالخیر

سنہ ۱۳۱۲ ہجری

تقریر دلپذیر با ہمہ نکتہ جلی و خفی حافظ حکیم مولوی وزیر الدین احمد صاحب شیخپوری المتخلص بہ فیض

نحمدہ و نصلی

کتابت سوانح عمری ذات بابرکات امام الاولیا شہزادی توحید و تجرید سیدی سندی جناب مستطاب حضرت حاجی سید

وارث علی شاه صاحب ادام الله فیوضه علی رؤس الاشهاد و چه
قدر دشوار و امر اهم بود و کشود این کار جز اهل فن مشکل و مشکل
همانا بار شاد کمر همت چست بسته بصورت اسلوب و بقالب مرغوب
نمود از خردارے فرید دهر وحید عصر فخر خاندان مصطفوی مرتضوی
جناب معلی القاب مولانا سید عبدالاد شاه صاحب بدکرمه بحیز تحریر
در آوردند چهاسے راه سهون منت ساختند جزاک الله خیر الجزا - ناچیز
بینوا را چه زهره که در داد سخن نگارش لب بجنباند جز آنکه از ته دل به
سپاس گزارش سعادت ابدی بچنگ آرد و شعر گر شود بیشه قلم
دریا مدید که شود مدح قلندر زان ناپدید کنون بفحوای الامر
فوق الادب قطعه تاریخ انطباع در خاتمه کتاب رقم کرده
دست دعا میگشاید وقت است که ناظرینان با این گوهر
برند الهی تا نام عزیز عشق باقیست خمخانه فیض نا فناسی حضرت سلطان
ما آقای ما مولای ما مورث ما وارث ما آباد و تر از دل معشوق باد آمین
ثم آمین -

قطعه

چو شد طبع این نسخه لاجواب — همه یافتند و در جستجو
که تا سال تاریخ گردد عیان — چنین گفت هاتف بهر یار و
ز فیض دل فیض آمد برون — ببین چشمه فیض تاریخ او

۱۳ ۴ ۱۴
۱۳ هجری

تقریر من نتایج افکار عالی قدر نونہال چمن دلبری و دلداری نقاد سخن عزیزی مولوی علی کریم صاحب صدیقی سلمہ خلف دوم جناب حضرت فصیح شاہ وارثی بازید پوری

للہ الحمد کتابیکہ دل ما میخواست
آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

اجی پورب اور پچھم کے رہنے والو اے اُتر اور دکھن کے باشندو اے معتقد اور مخالف دنیا کے بسنیوالو جس بات کو تمہارا دل چاہتا تھا جسکے تم متلاشی تھے جسکے سُننے کو تمہارے کان بہت دنون سے مشتاق تھے یعنی حضرت امام الاولیا جناب حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب قدس سرہ الشریف مدظلہ العالی کے متبرک نام سن کے اونکے احوال دریافت کرنے کو تم دل ہی دل پیچ و تاب کھاکے رہ جاتے تھے تو انکو جناب حضرت مولف عم پاک حقیقت آگاہ طریقت دستگاہ معرفت پناہ مولانا حکیم سید عبدالاحد شاہ صاحب وارثی مدظلہ العالی متوطن

موضع شاہو بگہ کی جانفشانیون سے تمہارے اضطراب قلب و تعلق دل
شاد ہونے کے لیے سوانح عمری کے پیرایہ مین قلم بند کر دیے ہین
گو حضرت مولف نے بہت ہی اختصار سے کام لیا ہے جب بھی انہون نے
ایک عالم پر اپنے احسان کا بھاری بوجھ ڈالدیا ہے گرچہ بظاہر یہ
خیال کیا جا سکتا ہے کہ ایک مسترشد نے اپنے مرشد کے حالات
لکھے ہین ایسین اورونکا فایدہ ہی کیا نکل سکتا ہے مگر پھر بھی جو نظر
انصاف سے دیکھا جاے تو ضرور ہر ناظر اسکے مطالعہ سے کم و بیش
مستفید ہونیوالا سمجھا جا سکتا ہے اسلئے کہ سوانح عمری چاہے
بھلے کی ہو یا برے کی پر ہرگز فایدہ سے خالی نہین و بطور صحیح مفید
سمجھی جاتی ہے اسلئے حضرت مولف کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے
ہین اور انکو اسکی داد دیتے ہین اور بے شک وہ قابل داد ہین
انکی فراہم آوری اور ہر نقل کی راستی اور کذب کی تحقیقات مین آپنے
جو کچھ خون جگر کھایا ہے اسکی وہ داد میرے دل سے کوئی لے اگر ایسی
تصانیف اور تالیفات کا سلسلہ ہمارے ملک اور خاصکر اس صوبہ
بہار مین جاری رہا تو مین امید کرتا ہون کہ یوماً فیوماً ہماری بوسیدہ
حالتین پہلو بدل بدل کر ہمسے رخصت ہوتی جاینگی مین ضلع پٹنہ و
پٹنہ کمشنری مین بہت کم طبیعتین سوانح عمری لکھنے پر راغب ہین میرا یہ
کلام ٹھیک اپنی جگہہ پر ہوگا کہ گویا سوانح عمری لکھنے کی خوشنمائی اس
علاقہ مین پہلے پہل میرے انہی مکرم مولف کو ملی ہین ان حضرات

سے جنکے قلمون مین زور ہے جنکے دماغون کو خدا

پاک نے علم کی روشنی سے منور کیا ہے جنکی طبیعتین استعداد

کی اعلی قابلیتون سے مامور ہین امید کرتا ہون اور اونکے میری یہی تمنا

ہے کہ انکا عزیز وقت جو تعلقات سے بچ رہے تو اوسکو قوم کی نذر

فرمائین اور سود مند تصانیف اور تالیفات کی اشاعت سے

زمانہ کو اپنا ممنون احسان بنائین ساتھہ ہی اسکے قابل اور بزرگ

مولف کی گرامی خدمت بابرکت مین بہی میری یہہ التجا ہے کہ

اب وہ چپ نہ بیٹھہ رہین بلکہ آیندہ بہی اسی طرح قوم کو دا

دینے اور شکریہ ادا کرنے کا پورا موقع دیا کرین الحمد

لله تعالی فتوح کرے اب اسکے بعد انطباع کی تاریخ دو

جملون مین لکھہ کر اس دعا پر ختم کلام کرتا ہون اللہم بارک لنا و لکل مومنین

و ھو ھذا

ا ہا ہا !! سر گذشت امام الاولیا چھپ گئی

سنہ ۹۴ ء

مخفی نرہے کہ جو شعر تقریر کی سرخی مین لکھا گیا ہے اوسکے آخر مصرع کے عدد مین چونتیس ۳۴ پہلے مصرع سے دل کے لفظ سے بڑہائے جانے سے عیسوی تاریخ نکلتی ہے ہوشیا

للہ الحمد کتابیکہ دل ما میخواست
۳۴

آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید
۱۸ ۶۰

۱۸ ۹۴

تمام شد